وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ (الانعام : ۵۵)

”اور اسی طرح ہم اپنی نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں تاکہ مجرموں کی راہ بالکل نمایاں ہو جائے“

تنظیم اسلامی کے مرکزی رہنما انجینئر نوید احمد کی تقریر

کیا ہمارے حکمران کافر ہیں؟

کے ضمن میں انجینئر نوید احمد کے باطل نظریات کا محاکمہ

تالیف: مولانا اسد اللہ قاسمی

{ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ } (الانعام:۵۵)

'اور اسی طرح ہم اپنی نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں تاکہ مجرموں کی راہ بالکل نمایاں ہو جائے'

تنظیم اسلامی کے مرکزی رہنما انجینئر نوید احمد کی تقریر

"کیا ہمارے حکمران کافر ہیں؟"

کے ضمن میں انجینئر نوید احمد کے باطل نظریات کا شرعی محاکمہ

تالیف

مولانا اسد اللہ قاسمی

انٹرنیٹ ایڈیشن:

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

http://www.muwahideen.co.nr

http://tawhed.co.nr

کتاب کانام: تنظیم اسلامی کے مرکزی رہنماانجینئر نوید احمد کی تقریر
"کیاہمارے حکمران کافرہیں؟"
کے ضمن میں انجینئر نوید احمد کے باطل نظریات کاشرعی محاکمہ

مؤلف: مولانااسد اللہ قاسمی

طبع اول: جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ-مارچ ۲۰۱۳

تعداد: ۳۰۰۰

ناشر: ادارہ فہم السنۃ، اردو بازار، لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجینئر نوید احمد کا تعارف:

انجینئر نوید احمد کا تعلق تنظیم اسلامی نامی جماعت سے ہے جو کہ مشہور مذہبی اسکالر ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم کی قائم کردہ ہے اور جس کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ منہج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اسلامی نظام خلافت کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ چناچہ انجینئر نوید احمد کا شمار آج تنظیم اسلامی کے مرکزی قائدین شمار کئے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تنظیم اسلامی کے ذیلی ادارے انجمن خدام القرآن کے سرکردہ مدرسین میں شامل ہیں۔

گو کہ تنظیم اسلامی کے قائدین اور مدرسین اپنی تنظیمی دعوت کو "دروسِ قرآن" کے ذریعے عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر اکثر اوقات حالات حاضرہ اوراس کے ضمن اسلامی نظام سیاست اور جہاد فی سبیل اللہ پر بھی اپنے افکار و نظریات کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور ان افکار و نظریات کو ہی وہ حق گردانتے ہیں اور اس کے خلاف دیگر لوگوں کے نظریات کو وہ باطل اور گمراہ کن قرار دیتے ہیں۔

اس کی ایک تازہ مثال انجینئر نوید احمد کا بروز جمعۃ المبارک 22 فروری 2013ء جامع مسجد طیبہ، کورنگی ، کراچی میں دیئے جانے والا خطبہ ہے جس میں انہوں نے حالات حاضرہ کے ضمن میں اسلامی نظام سیاست پر اپنے افکار و نظریات کا بڑے واضح انداز میں اظہار کیااور جن افکار و نظریات کا انہوں نے اظہار فرمایا، کم و بیش تنظیم اسلامی کے اکثر قائدین و مدرسین انہیں نظریات کا پرچار اپنے بیانات و دروس میں کرتے نظر آتے ہیں۔

انجینئر صاحب کی تقریر کا عنوان اور مقصد:

انجینئر صاحب کی تقریر کا عنوان تھا کہ "کیا ہمارے حکمران کافر ہیں؟"۔اس تقریر میں انہوں نے بڑے شد و مد کے ساتھ:

- بلاد اسلامیہ پر مسلط کافر و مرتد طاغوتی حکمرانوں اور خاص کر پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کا دفاع کیا۔
- ان حکمرانوں کے تمام سنگین جرائم (صحیح تر الفاظ میں افعال کفر) کو تسلیم کرنے کے باوجود ان کو کافر ماننے سے انکار کر دیا۔
- ان حکمرانوں کی جانب سے اللہ کی نازل کردہ شریعت سے صریح اعراض و انکار کرتے ہوئے قوانین کفریہ کے نفاذ کرنے پر ان کو "طاغوت" تو تسلیم کیا مگر ان کو کافر ماننے سے انکار کیا بلکہ ان کو اپنے فہم کے مطابق "منافق" قرار دیا۔
- کفر و ارتداد کے مرتکب حکمرانوں کی اصل حقیقت عامۃ المسلمین کے سامنے آشکار کرنے والوں کو "گمنام" اور "غیر معتبر" قرار دیا بلکہ ان کو خارجی العقیدہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔
- اور اس معاملے میں انہوں نے صرف آیات قرآنی کے لفظی ترجمے، عربی لغت اور آیات کے شان نزول اور واقعات کو توڑ مروڑ کے نقل کیا۔ مگر ان تمام معاملات میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، فقہاء کرام اور سلف وصالحین میں کے فتاویٰ اور اقوال میں سے ایک بھی نقل نہیں کیا؟

انجینئر صاحب کے نظریات و افکار پر ایک نظر:

چناچہ اس ضمن میں ہم انجینئر صاحب کے معاملے میں یہ دیکھے بغیر کہ وہ علمی اور فقہی معاملات میں کس قدر "معتبر" ہیں، ہم ان کی کی گئی تقریر کے اہم پہلوؤں کو نکات کی صورت میں ذکر کریں گے، اور اس پر اپنی کسی رائے کے اظہار کے بغیر صحابہ کرام، فقہاء کرام اور سلف صالحین کے فتاویٰ و تفاسیر کی طرف رجوع کریں گے، تاکہ عامۃ المسلمین کے سامنے انجینئر صاحب کی تقریر کے اہم نکات پر اصل حکم شرعی کی وضاحت ہو جائے اور یہ بھی کہ کون منہج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے والا ہے اور کون

"گمراہانہ منہج" پر چل کر یہود و نصاری سے وفاداری کرتے ہوئے خود بھی اور عامۃ المسلمین کو بھی کفرو ارتداد کے گڑھے میں دھکیلنے والا ہے۔

انجینئر صاحب نے پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کے جو سات سنگین جرائم گنوائے وہ ان کے ہی زبانی درج ذیل ہیں:

(۱) ان حکمرانوں نے نیٹو کا اتحادی بن کر، نیٹو کی سپلائی کے لئے سہولیات فراہم کرکے، افغانستان میں نہ صرف اسلامی حکومت کو ختم کرنے میں تعاون کیا بلکہ افغانستان میں جتنے بھی لاکھوں مسلمان مارے گئے ہیں، اس میں بھی ان کے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں۔

(۲) انہوں نے ہی پاکستان کی سرزمین کے اڈے کافروں کے حوالے کئے اور ان کو تمام زمینی سہولیات فراہم کیں، اور یہاں سے طیارے اڑ کر جاتے اور افغانستان میں ڈیزی کٹر اور نہ جانے کیسے کیسے مہلک بم اور میزائل پھینکے۔

(۳) انہوں نے ہی "بلیک واٹر" اور سی آئی اے کے ایجنٹوں کو قواعد وضوابط سے ہٹ کر ویزے جاری کئے۔ جس کی بنیاد پر ان کے درندے اور غنڈے ریمن ڈیوس جیسے پورے پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں ، اور یہاں پر تخریبی کاروائیوں میں پوری منصوبہ بندی بھی کر رہے ہیں اور اس کی سرپرستی بھی کر رہے ہیں...

(۴) انہوں نے ہی چاہے لال مسجد کا آپریشن ہو، سوات کا آپریشن ہو، تو ان آپریشنز کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کا خون کیا۔

(۵) انہوں نے ہی مجاہدین کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا، مشرف صاحب نے اپنی کتاب میں اس کا اعتراف بھی کیا ہے کہ ہم نے "ڈالر" لئے ہیں اور مجاہدین پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کئے ہیں۔

(۶) انہوں نے (مجاہدین کی) مخبری کی اور بڑے دھڑلے کے ساتھ کہا کہ ہم امریکہ کے ساتھ انٹیلی جنس انفارمیشن شیئر کرتے ہیں، اور مخبری کر کے مجاہدین کو یا افغانستان کے طالبان کو نقصان پہنچایا۔

(۷) ڈرون حملے جو کہ ہر لحاظ سے "غیر قانونی" ہیں اور غلط ہیں، وہ سب کے سب ان کی اجازت سے ہو رہے ہیں۔

پھر حکمرانوں کے ان سات بڑے جرائم کو انجینئر صاحب گنوا کر کہتے ہیں :

> "یہ سات ان کے بڑے بڑے جرائم ہیں کہ جن کی وجہ سے ایک ایسا "جوشیلا طبقہ "ہے جو ان تمام حکمرانوں کو اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والے اداروں کو، فوج کو، رینجرز کو اور پولیس کو، ان سب کو وہ طبقہ یہ کہتا ہے کہ یہ سب کے سب "کافر" ہیں"۔

پھر انجینئر صاحب مزید کہتے ہیں:

> "جو نوجوان جوشیلے ہیں اور جو ہمارے ہاں "جہادی" کہلاتے ہیں، وہ شدید غصے میں ہیں ان حکمرانوں کے حوالے سے۔ لہٰذا وہ دلائل دے رہے ہیں قرآن مجید کی آیات سے کہ یہ سارے کہ سارے حکمران کافر ہیں اور جب کافر ہیں تو ان کی جان لینا بالکل جائز ہے، اور مرتد ہیں یہ حکمران، تو ان کی جان لینا بھی جائز اور ان کے مال اور ان کی املاک پر غنیمت کے طور پر قبضہ کر لینا، وہ بھی جائز ہے"۔

پھر انجینئر صاحب ان تمام معاملات پر رہنمائی کرتے ہوئے اپنے نظریات و افکار کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

> "اب اس حوالے سے اصل رہنمائی قرآن مجید کی کیا ہے؟ وہ میں آج آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ آیات جن کی بنیاد پر یہ (حکمرانوں کے خلاف) کفر کے فتوے جاری کر رہے ہیں، البتہ یہ ہے کہ یہ فتوے جاری کرنے والے مخلص ہیں، لیکن ہیں جذباتی، علم کم ہے جوش زیادہ ہے، سطحی علم کی بنیاد پر وہ اس طرح کے فتوے جاری کر رہے ہیں"۔

پھر ان حکمرانوں کے کفر کے بسبب وہ نصوص قرآنی جن کو ان حکمرانوں کے کفر کی دلیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ ان آیات کی اپنے فہم کی مطابق تشریحات یوں کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ البقرۃ کی آیت 256 کو نقل کرتے ہیں:

{ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ }

"جس نے طاغوت کا کفر کیا اور اللہ پر پختہ ایمان رکھا تو اس نے مضبوط سہارا تھام لیا"۔

پھر کہتے ہیں:

"تو یہ (جوشیلے نوجوان کہتے ہیں کہ) حکمران طاغوت ہیں، اور بالکل صحیح کہتے ہیں، طاغوت وہ ہے جو حد سے گزرنے والا ہو۔ ایک ہوتا ہے فاسق جو حکم توڑنے والا ہو...... اور طاغوت وہ ہے جو یہ کہے کہ اللہ کی نہیں میری مرضی چلے گی۔ میرا حکم چلے گا۔ فاسق وہ ہے جو اللہ کی بات نہ مانے اور طاغوت وہ ہے جو یہ کہے اللہ کا نہیں میرا کہنا چلے گا۔ ہماری اسمبلیاں طاغوت ہیں، وہ اللہ کے بجائے اپنے قوانین نافذ کر رہی ہیں۔ اللہ کی نظر میں سود حرام ہے اور ہماری اسمبلیوں کے نزدیک سود حلال ہے...... "۔

پھر انجینئر صاحب ازخود ان تمام وضاحتوں کے باوجود اس آیت کو اپنے بیان کردہ عربی لغت کے پیمانے پر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"اس آیت کی بنیاد پر فتویٰ دیا جاتا ہے کہ دیکھو کہ اس میں "کفر" کا لفظ آیا ہے۔ لیکن جو لوگ بھی عربی کی تھوڑی بہت شدبد رکھتے ہیں اور اس کے علم سے واقف ہیں تو وہ جانتے ہیں کہ "تکفیر" کا لفظ یہاں پر نہیں ہے...... یہاں اس کا مفہوم ہے کہ جو طاغوت کا انکار کرے یعنی طاغوت کی مخالفت کرے۔ علی الاعلان کہے کہ یہ طاغوت جو کچھ کر رہے ہیں یہ غلط ہے۔ اس کا صرف یہ مفہوم ہے"۔

پھر انجینئر صاحب سورۃ النسآء کی آیت 60 اور 61 کو نقل کرتے ہیں :

{اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ، وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا}

"اے نبی! کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دعویٰ تو یہ رکھتے ہیں کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اس کلام پر جو آپ پر نازل کیا گیا اور اس کلام پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔ لیکن وہ چاہتے ہیں کہ اپنے فیصلے کروائیں طاغوت سے جبکہ انہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ طاغوت کا کفر کریں اور شیطان یہ چاہتا ہے انہیں بھٹکا دے دور کا بھٹکانا۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ قرآن کی طرف آؤ اور اللہ کے رسول کی طرف آؤ تو اے نبی آپ منافقین کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی اطاعت کی طرف آنے سے رکتے ہیں"۔

پھر ان آیات کی تشریح یوں کرتے ہیں :

"اللہ نے، جو طاغوت ہے یا اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور اس کا کفر نہیں کرتے، ان کو منافق کہا ہے ......(مزید کہتے ہیں ایک اور جگہ) اللہ نے ایسے لوگوں کو جو طاغوت کا کفر نہ کریں ان کو کافر نہیں کہا بلکہ اللہ نے ان کو منافق کہا ہے"۔

پھر انجینئر صاحب سورۃ المائدۃ کی آیت 44 کو نقل کرتے ہیں:

{ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ }

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں"۔

اور اس پر یوں کلام کرتے ہیں:

"اب اس کی تفسیر صحابہ کرام نے کیا کی؟ سب سے پہلے تو ہم نے وہاں سے تفسیر لینی ہے
!حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد عملی
کافر ہیں قانونی کافر نہیں۔ قانونی کافر وہ ہوتا ہے جو شریعت کو ماننے سے انکار کر دے"۔

پھر انجینئر صاحب خارجیوں کی جانب سے گناہ کبیرہ کے مرتکب افراد کی تکفیر کے ضمن میں امت مسلمہ کے عقیدے کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"امت مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک وہ کسی بات کا زبان سے انکار نہ کر دے تب تک وہ
کافر نہیں ہے"۔

پھر انجینئر صاحب سورۃ المائدۃ کی آیت 51 کو نقل کرتے ہیں :

{يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ }

"اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ۔ ان میں سے بعض
بعض کے دوست ہیں۔ جو کوئی یہودی عیسائیوں سے دوستی کرے گا تو وہ انہی میں سے
ہے"۔

اس پر انجینئر صاحب یوں گویا ہوئے:

"اس آیت کی بنیاد پر بھی یہ کہا جارہا ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے یہودیوں اور عیسائیوں
سے دوستی کی ہے، ان کے اتحادی بنے ہیں، ان کے ساتھ تعاون کیا ہے، لہٰذا یہ ان ہی میں
سے ہیں، یہ کافر ہیں۔ (اصل بات یہ ہے کہ) دورِ نبوی میں یہ جرم کس نے کیا تھا؟ قرآن
کریم یہ کہتا ہے کہ یہ جرم عبد اللہ بن ابی اور دیگر منافقین کا تھا...... تو کیا اللہ کے رسول نے
عبد اللہ بن ابی کو کافر قرار دیا۔ آپ پوری سیرت پڑھئے، یہ کبھی نہیں کہا کہ عبد اللہ بن ابی
کافر ہے...... کبھی بھی کافر نہیں کہا کسی منافق کو، یہودی کے ساتھ دوستی کرنے والے کو منافق
کہا۔ دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا"۔

پھر موجودہ حکمرانوں کے کفر وارتدار کی وجہ سے ان پر کفر کا فتویٰ لگانے والوں کو انجینئر صاحب یوں مخاطب کرتے ہیں:

"لہٰذا شدت پسندی میں آکر کفر کے فتوے لگانا یہ بہت بڑی جسارت ہے ...... تو اتنا بڑا فتویٰ لگانا وہ بھی غیر معتبر علماء کا، گمنام قسم کے علماء کا، اور (ان حکمرانوں کو) کافر قرار دے دے کر ان پر حملے کرنا، ان کے مال کو اپنے لئے حلال سمجھنا، یہ شدت پسندی کے اندر ایک اور گمراہی ہے"۔

انجینئر صاحب کے نظریات وافکار کاشرعی محاکمہ:

انجینئر صاحب کے نظریات وافکار پر نظر ڈالنے کے بعد اب ان کو سلف وصالحین کے تفاسیر اور فتاویٰ کی روشنی میں پرکھیں گے، تاکہ قارئین کے سامنے اصل حقیقت عیاں ہو جائے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

بنیادی طور پر اگر انجینئر صاحب کے نظریات وافکار کا تجزیہ کیا جائے تو ان میں تین(۳) بنیادی امور بالکل واضح ہیں:

(۱)......انجینئر صاحب سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں یہود ونصاریٰ کا ساتھ دینے والا، ان کو ہر ممکن سپورٹ فراہم کرنے والا، ان کے لئے جاسوسی کرنے والا اور مسلمان مجاہدین کو پکڑ پکڑ کر یہود ونصاریٰ کے حوالے کرنے والا شخص کو "کافر یا مرتد" قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ ایسا شخص "منافق" قرار پاتا ہے۔ اس کے لئے انہوں دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی مثال پیش کی۔

(۲)......انجینئر صاحب کے نزدیک الحکم بغیر ماانزل اللہ یعنی کتاب وسنت سے اعراض کرتے ہوئے اپنی کفریہ نفسانی خواہشات یا اغیار کے کفریہ قوانین کو اپنے ملک میں آئین کا درجہ عطا کرکے، اس کے مطابق حکومت چلانے والا شخص "طاغوت" قرار پانے کے باوجود "کافر و مرتد" نہیں قرار پائے گا بلکہ

وہ "منافق" قرار پائے گا۔اس کے لئے انہوں نے سورۃ النساء کی آیت 60اور 61کو اپنے فہم کے مطابق دلیل بنایا۔

(۳)......وہ شخص جو کہ الحکم بغیر ماانزل اللہ کے حکومت کرنے والے "طواغیت"کا اعوان وانصار کا کردار ادا کرتا ہے۔ان کی افواج میں بھرتی ہو کر ان طواغیت کے خلاف کھڑے ہونے والے مسلمانوں کو تہہ تیغ کرتا ہے اور ان کا قتل عام کرتا ہے۔انجینئر صاحب اس شخص کو بھی "کافر ومرتد"نہیں سمجھتے بلکہ اس کو بھی بہر صورت مسلمان کے درجہ پر فائز رکھنا چاہتے ہیں۔

پس کسی تفصیلی بحث ومباحثہ میں جائے بغیر صرف اگر انجینئر صاحب کے بیان کی روشنی میں ان تین امور کو سامنے رکھتے ہوئے ان سے متعلق شریعت کے احکامات کو کتاب وسنت،آثار صحابہ کرام اور سلف وصالحین کے فتاویٰ کے ذریعے واضح کر دیا جائے تو خود بخود انجینئر صاحب کے اسلامی سیاست پر نظریات وافکار کی بھی وضاحت ہو جائے گی کہ آیا وہ صحیح منہج وفکر پر ہیں یا پھر وہ دین اسلام کی انجینئرنگ کی بنیاد پر جڑیں کھودنے میں مصروف ہیں۔

(۱)

یہود ونصاری کا اتحادی کافر ہوتا ہے یا منافق؟

انجینئر صاحب سورۃ المائدۃ کی آیت 51 کے ضمن میں کہتے ہیں :

"تو کیا اللہ کے رسول نے عبد اللہ بن ابی کو کافر قرار دیا۔ آپ پوری سیرت پڑھئے، یہ کبھی نہیں کہا کہ عبد اللہ بن ابی کافر ہے...... کبھی بھی کافر نہیں کہا کسی منافق کو، یہودی کے ساتھ دوستی کرنے والے کو منافق کہا۔ دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا"۔

اس سے پہلے کہ ہم یہ جانیں کے کافروں سے دوستی کرنے والا آیا کافر ہوتا ہے یا منافق؟ ہم رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے معاملے کو سورۃ المائدۃ کی آیت 51 کے ضمن میں واضح کردیں۔ کیونکہ انجینئر صاحب نے اس آیت کے شان نزول میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے معاملے کو حجت بناتے ہوئے یہ مسئلہ از خود اخذ کرلیا ہے کہ چونکہ عبد اللہ بن ابی منافق تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کبھی تکفیر نہیں کی۔ لہٰذا آج جو کوئی بھی کافروں سے دوستی کرے گا وہ کافر قرار نہیں پائے گا بلکہ وہ "منافق" قرار پائے گا۔ چناچہ نہ ہی اس کی گردن مارنے کی اجازت ہوگی اور نہ ہی اس کے مال واملاک کو کوئی مسلمان اپنے لئے حلال سمجھے گا۔

عبد اللہ بن ابی کے معاملے کی حقیقت:

چناچہ اس معاملے کی حقیقت جان لینا بھی اشد ضروری ہے۔ چناچہ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

"فاذ كان ذلك كذلك، فالصواب أن يحكم لظاهر الترتيل بالعموم على ما عمَّ، ويجوز ماقاله أهل التأويل فيه من القول الذى لاعلم عندنا بخلافة۔ غير أنه

لا شك أن الآية نزلت في منافق كان يوالي يهوداً أونصارى خوفاًعلى نفسه من دوائر الدهر" (تفسير الطبری:ج۱۰اص۳۹۹،سورۃالمائدۃ)

"درست بات یہی ہے کہ اس آیت کے حکم کو "محکم" اور غیر منسوخ ہی قرار دیا جائے اور اس آیت میں مسلمانوں کو جو عام حکم دیا گیا(کہ جو یہود ونصاریٰ سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہے) اس کو قیامت تک کے لیے عام ہی سمجھا جائے......اگرچہ یہ بات اپنی جگہ بجا ہے کہ یہ آیت ایک منافق کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔وہ منافق یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستیاں کرتا تھا۔اس کے دل میں یہ خوف سوار تھا کہ کہیں یہودیوں وعیسائیوں کی طرف سے مجھے ناگفتہ بہ اور ناساز گار حالات کا سامنا نہ کرنا پڑ جائے"۔(تفسیر الطبری:۲۷۷،۲۷۶/۶)

پس امام طبری رحمہ اللہ کے اس قول سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ آیات تو ایک منافق کے طرز عمل پر نازل ہوئی تھیں مگر اس میں جو حکم بیان کیا گیا کہ "جو یہود ونصاریٰ سے دوستی کرے گا وہ انہیں میں سے ہے"،وہ عام حکم ہے اور قیامت تک کے لئے ہے۔

جہاں تک تعلق ہے عبد اللہ بن ابی کا یہود کے ساتھ دوستی کرنے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے ساتھ درگزر کرنا،اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟بات دراصل یہ ہے کہ جب یہ شخص یہود سے دوستیاں گاڑھ رہا تھا اس وقت شریعت کے تکمیلی احکامات نازل نہیں ہوئے تھے۔لہٰذا ابتداً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عارضی مصلحت کی بنیاد پر اس سے درگزر کیا،لیکن اس عارضی مصلحت کو شریعت نے بالآخر منسوخ قرار دے دیا اور قیامت تک کے لئے واضح احکامات نازل کر دیئے۔

چناچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس حکم کے منسوخ ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

"إنما لم يقتلهم لئلا يتحدث الناس أن محمدا يقتل أصحابه فإن الناس ينظرون إلى ظاهر الأمر فيرون واحدا من أصحابه قد قتل فيظن الظان

أنه يقتل بعض أصحابه على غرض أو حقد أو نحو ذلك فينفر الناس عن الدخول فى الإسلام و إذا كان من شريعته أن يتألف الناس على الإسلام بالأموال العظيمة ليقوم دين الله و تعلو كلمته فلأن يتألفهم بالعفو أولى و أحرى، فلما أنزل الله تعالى براءة و نهاه عن الصلاة على المنافقين و القيام على قبورهم و أمره أن يجاهد الكفار و المنافقين و يغلظ عليهم نسخ جميع ما كان المنافقون يعاملون به من العفو كما نسخ ما كان الكفار يعاملون به من الكف عمن سالم و لم يبق إلا إقامة الحدود و إعلاء كلمة الله فى حق كل إنسان"

(الصارم المسلول۱/۲۴۱)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (یعنی منافقین کو) اس وجہ سے قتل نہیں کیا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔ پس لوگ ظاہری معاملہ دیکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ دیکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھیوں میں کوئی قتل کر دیا گیا تو گمان کرنے والا یہ گمان کرتا کہ آپ اپنے بعض ساتھیوں کو کسی غرض یا بغض وغیرہ کی بناء پر قتل کر رہے ہیں تو لوگ اسلام میں داخل ہونے سے متنفر ہو جاتے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں ہے کہ زیادہ اموال کے ذریعے لوگوں میں الفت پیدا کی جائے تا کہ اللہ کا دین قائم ہو جائے اور اس کا کلمہ بلند ہو جائے۔ پس اسی لئے در گزر کے ذریعے ان میں الفت پیدا کرنا زیادہ اولیٰ اور زیادہ بہتر تھا۔ پھر جب اللہ تعالی نے سورہ براءۃ (التوبہ) اتاری، بیزاری کا حکم اور لاتعلق ہو جانے کا حکم دیا، منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے، ان کی قبروں پر کھڑے ہونے سے منع فرما دیا۔ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ آپ کفار و منافقین کیخلاف جہاد کریں اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آئیں تو منافقین کے ساتھ در گزر کرنے والا معاملہ اور کفار کے ساتھ جو معاملہ تھا کہ مصالحت کرنے والے (کافر) سے ہاتھ روک لیا جائے سب کا سب منسوخ ہو گیا۔ اس کے بعد "حدود" قائم کرنے اور ہر انسان کے حق میں اللہ تعالی کے کلمہ کی سربلندی کے سوا کوئی راہ باقی نہ بچی"۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ مسئلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں :

"کان فی ترك قتلهم فی حیاة النبی صَلَّی اللَّهُ علیه وَسَلَّمَ مصلحة تتضمن تألیفَ القلوب علی رسول الله صَلَّی اللَّهُ علیه وَسَلَّمَ، وجمع كلمة الناس علیه، وكان فی قتلهم تنفیرٌ، والإسلام بعدُ فی غُربة، ورسولُ الله صَلَّی اللَّهُ علیه وَسَلَّمَ أحرصُ شیءٍ علی تألیف الناسِ، وأتركُ شیءٍ لما یُنَفِّرُهم عن الدخول فی طاعته، وهذا أمر كان یختصُّ بحال حیاته صَلَّی اللَّهُ علیه وَسَلَّمَ، وكذلك تركُ قتل مَن طعن علیه فی حكمه بقوله فی قصة الزُّبیر وخصمه: أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ. وفی قسمه بقوله: إنَّ هذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِیدَ بِها وَجْهُ اللّهِ. وقول الآخر له: إنك لم تعدِل، أُمة بعده تركُ استیفاء حقِّه، بل یتعینُ علیهم استیفاؤه، ولا بُدَّ۔" (زادالمعاد فی هدی خیر العباد۔۳/۵۶۸)

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ان (منافقین وغیرہ) کو قتل نہ کرنا اس مصلحت کے تحت تھا جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دلوں میں الفت پیدا کرنے اور آپ کی شریعت پر لوگوں کو متحد کرنے پر مشتمل ہے۔ اس وقت ان کے قتل کرنے میں (لوگوں کے دلوں میں اسلام کیلئے) نفرت پیدا کرنا اوراجنبیت کی حالت میں اسلام سے دور کرنا تھا جبکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں الفت پیدا کرنے کے سب سے زیادہ حریص تھے اور جو چیز آپ کی اطاعت کرنے سے متنفر کرے سب سے زیادہ اس کو ترک کرنے والے تھے۔ یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ساتھ خاص تھا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو قتل نہ کیا جس نے آپ کے حکم کی وجہ سے آپ پر طعن کیا۔ جس شخص نے زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑے کے دوران آپ سے یہ کہا کہ یہ آپ کا چچازاد بھائی ہے۔ اسی طرح آپ (کے سامان وغیرہ) کی تقسیم کے دوران جس شخص نے کہا اس تقسیم سے اللہ کی رضا مقصود نہیں ہے اور دوسرے نے یہ کہا تھا کہ آپ نے عدل وانصاف

نہیں کیا۔ پس یہ تو محض آپ ہی کا حق تھا آپ چاہیں اس کا پورا بدلہ لے لیں اور آپ چاہیں تو اسے چھوڑ دیں۔ لہٰذا یہ حکم خاص اور منسوخ ہے۔ اس کے ذریعے سے شریعت کے ثابت شدہ احکام کو معطل کرنا جائز نہیں۔ امت کو یہ لائق نہیں کہ وہ آپ کے حق کا بدلہ نہ لے بلکہ اس امت پر تو آپ کا بدلہ لینا فرض عین ہے اور ضروری ہے"۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اور اس کے بعد سلف صالحین نے ہمیشہ اپنے فتاویٰ میں کسی بھی شخص کے افعال واقوال پر اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دی یا پھر اس کے کفر وارتداد کا فتویٰ جاری کیا لیکن کسی پر "منافق" ہونے کا فتویٰ جاری نہیں کیا تو انجینئر صاحب سے اس ضمن میں صرف ایک سوال مطلوب ہے کہ وہ کونسا شرعی وفقہی قاعدہ ہے جس کی روشنی میں آج کسی شخص پر اس کے قول وفعل کی بنیاد پر "منافق" کا فتویٰ لگایا جاسکتا ہے؟ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين!

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے رحلت فرماجانے کے بعد اب کسی شخص کے متعلق یہ فتویٰ لگانا ناممکن ہے کہ وہ "منافق" ہے۔ شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اب لوگوں کے ظاہری اعمال پر فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر ان کے افعال و اقوال مسلمانوں والے ہوں گے تو ان کو مسلمان سمجھا جائے گا اور اگر ان کے اقوال وافعال کفر وارتداد پر مبنی ہوں گے تو ان کافر ومرتد سمجھا جائے گا۔ اس بات کی وضاحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((وعب عبد الله بن عتبه بن مسعود قال: سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يقول: ان ناساً كانوا يؤخذون بالوحى فى عهد رسول الله ﷺ، وان الوحى قدانطقع، وانما نأخذكم الأن بما ظهر لنا من اعمالكم، فمن اظهرلنا خيراً امناه وقربناه، وليس لنا من سريرتهٖ شيئ، الله يحاسبه فى سريرته، ومن اظهرلنا سوء، لم نأمنه، ولم نصدقه وان قال: سريرتهٗ حسنة))(صحيح البخارى، ج:٩ص:١١٨رقم:٢٤٤٧۔كنزالعمال، ج:٥ص:٦٨٥رقم١٤١٨٩)

"حضرت عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگوں کا مواخذہ وحی کے ذریعے ہو جاتا تھا لیکن اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اب تو ہم ظاہری اعمال پر مواخذہ کریں گے۔ جس آدمی کے ہمارے سامنے اچھے اعمال ظاہر ہوں گے تو ہم اس کو امن دیں گے اور اپنے قریب کریں گے اور ہمیں اس کے پوشیدہ اعمال سے کچھ واسطہ نہیں۔ اس کے پوشیدہ اعمال کا محاسبہ اس سے اللہ کرے گا اور جو شخص ہمارے سامنے ظاہر اًبرے اعمال کرے گا تو ہم اسے نہ امن دیں گے اور نہ اس کی بات مانیں گے اگرچہ وہ کہے کہ اس کی باطنی کیفیت اچھی ہے"۔

کافروں سے دوستی کرنے والے کا شرعی حکم:

سورۃ المائدۃ کی آیت 51 کے ضمن میں جان لیتے ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں یہود نصاریٰ کی مدد و نصرت کرنے والے، ان کے لئے جاسوسی کرنے والے اور مسلمانوں کو پکڑ پکڑ کر یہود و نصاریٰ کے حوالے کرنے والے کو مفسرین نے اس آیت کی روشنی ایسے شخص کا کیا حکم بیان فرمایا ہے۔

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

فإنه عنى بذلك: أن بعض اليهود أنصار بعضهم على المؤمنين، ويد واحدة على جميعهم وأن النصارى كذلك، بعضهم أنصار بعض على من خالف دينهم وملتهم معرِّفًا بذلك عباده المؤمنين: أنّ من كان لهم أو لبعضهم وليًّا، فإنما هو وليُّهم على من خالف ملتهم ودينهم من المؤمنين، كما اليهود والنصارى لهم حَرْب۔ فقال تعالى ذكره للمؤمنين: فكونوا أنتم أيضًا بعضكم أولياء بعض، ولليهوديّ والنصراني حربًا كما هم لكم حرب، وبعضهم لبعض أولياء، لأن من والاهم فقد أظهر لأهل الإيمان الحرب، ومنهم البراءة، وأبان قطع وَلايتهم. ''

"ہمارے نزدیک یوں کہنا زیادہ مناسب اور درست ہے کہ اللہ رب العزت نے تمام مسلمانوں کو منع کیا ہے۔ اس بات سے کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا حمایتی، مددگار اور حلیف بنائیں، ان مومنوں کے خلاف جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے آخری رسول جناب محمد ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے بھی خبردار کیا ہے کہ جو مسلمان اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ کو اور مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا حمایتی، مددگار اور دوست بنائے گا تو اس کے نتیجے میں وہ ان یہودی اور عیسائی کافروں کی جماعت کا ہی فرد گردانا جائے گا۔ گویا یہ شخص اللہ رب العالمین، رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کے مدمقابل کافروں کی جماعت کا ایک رکن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اس سے کلیتاً بیزار اور لاتعلق ہوں گے۔" (تفسیر الطبری:۶/۲۷۶،۲۷۷)

مشہور مفسر قرآن امام قرطبی رحمہ اللہ سورۃ المائدۃ کی آیت :۵۱ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"قوله تعالى: (ومن يتولهم منكم) أى يعضدهم على المسلمين (فإنه منهم) بين تعالى أن حكمه كحكمهم، وهو يمنع إثبات الميراث للمسلم من المرتد، وكان الذى تولاهم ابن أبي ثم هذا الحكم باق إلى يوم القيامة فى قطع الموالاة"۔(تفسیر القرطبی:ج۶ص۲۱۷)

"اللہ تعالیٰ کے فرمان {وَ مَنۡ یَّتَوَلَّہُمۡ مِّنۡکُمۡ} کا مطلب ہے کہ "یُعَضِّدُهُمۡ عَلَى الۡمُسۡلِمِیۡنَ "یعنی جو شخص بھی مسلمانوں کے خلاف کافروں کو قوت، طاقت اور ہر طرح کی (لاجسٹک) مدد فراہم کرتا ہے تو {فَاِنَّہٗ مِنۡہُمۡ} وہ انہی میں سے شمار کیا جائے گا۔ گویا اللہ رب العزت نے بڑی وضاحت سے فرمادیا ہے کہ اس کے ساتھ وہی رویہ برتا جائے گا جو ان یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ برتا جائے گا۔ وہ شخص کسی مسلمان کے مال میں وراثت کا حقدار بھی نہیں ٹھہرے گا نہ اس کے مرنے کے بعد اس کا مال مسلمان وارثوں میں تقسیم

ہو گا۔اس لیے کہ وہ "مرتد" ہو چکا ہے، یہ بھی ذہن نشین رہے کہ یہ حکم تاقیامِ قیامت جاری وساری ہے۔"

امام قرطبی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں اس آیت کے ضمن میں:

"{ وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ } شرط وجوابه، أی لانه قد خالف الله تعالیٰ ورسوله كما خالفوا، ووجبت معاداته كماوجبت معاداتهم، ووجبت له النار كما وجبت لهم، فصار منهم أی من أصحابهم"۔ (تفسیر القرطبی:ج٦ص٢١٧)

"فرمان الٰہی { وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ } میں شرط بھی ہے اور جواب شرط بھی ہے۔یعنی اس فرمان ذیشان کا معنی ومفہوم یہ ہے کہ جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، اسی طرح اس نام نہاد کلمہ گو مسلمان نے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے، جس طرح دنیا میں ان یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ دشمنی رکھنا واجب اور فرض ہے۔اسی طرح اس کلمہ گو مسلمان سے بھی دشمنی رکھنا واجب اور فرض ہے جس طرح آخرت میں وہ یہودی اور عیسائی (یہودیت اور عیسائیت پر مرنے کی صورت میں) لازمی طور پر جہنم کی آگ کے مستحق قرار پائیں گے بالکل اسی طرح یہ کلمہ گو نام نہاد مسلمان بھی جہنم کی آگ کا مستحق قرار پائے گا۔الغرض وہ اب ان یہودیوں اور عیسائیوں کی سوسائٹی کا ایک فرد بن چکا ہے۔"

علامہ قرطبی رحمہ اللہ سورۃ التوبۃ کی آیت ۲۳ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

"قرآن مجید کی مذکورہ آیت کے آخری حصہ { وَ مَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ } کے بارے میں مفسر قرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ مَنۡ رَضِیَ بِالشِّرۡكِ فَهُوَ مُشۡرِكٌ))

"جو کسی کافر و مشرک سے دوستی کرے گا وہ ان کی طرح کا ہی مشرک ہو گا، اس لیے کہ جو شرک کو پسند کرتا ہے وہ بھی مشرک ہوتا ہے۔"(تفسیر القرطبی:۹۴-۹۳/۸، تفسیر فتح القدیر للشوکانی:۵۲۹/۱، تفسیر أبی سعود:۲۴۶/۲)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَنْ لَحِقَ بَدَارِ الْكُفْرِ وَالْحَرْبِ مُخْتَارًا مُحَارِبًا لِّمَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ بِهَذَا الْفِعْلِ مُرْتَدٌّ۔ لَهُ أَحْكَامُ الْمُرْتَدِّيْنَ مِنْ وُجُوْبِ الْقَتْلِ عَلَيْهِ مَتٰى قُدِرَ عَلَيْهِ وَّ مِنْ اِبَاحَةِ مَالِهِ وَ انْفِسَاخِ نِكَاحِهِ" (المحلی لابن حزم :۱۱/۲۰)

"جو شخص کسی ایسے علاقے میں چلا جائے جہاں کافروں کی حکومت اور کنٹرول ہے اور وہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ حالتِ جنگ میں ہیں علاوہ ازیں وہ شخص وہاں جبر و اکراہ سے نہیں بلکہ اپنے ارادہ و اختیار کے ساتھ جاتا ہے اور وہاں جا کر قریب ترین مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار ہو جاتا ہے تو ایسا شخص ایسا کردار اپنانے کی بنا پر مرتد ہو جاتا ہے۔ اس پر وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو دینِ اسلام میں "مرتدین" کے بارے میں بیان فرمائے ہیں: مثلاً

۱......جب بھی بس چلے اور ممکن ہو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔

۲......اس کا مال اپنے قبضہ اور استعمال میں لانا جائز ہے۔

۳......مسلمان عورت سے اس کا نکاح کالعدم اور ختم ہو جائے گا۔"

کافروں سے دوستی کرنے والے اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والوں کے بارے میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں :

"وَإِذَا كَانَ السَّلَفُ قَدْ سَمُّوْا مَانِعِيْ الزَّكَاةِ مُرْتَدِيْنَ مَعَ كَوْنِهِمْ يَصُوْمُوْنَ وَ يُصَلُّوْنَ، وَلَمْ يَكُوْنُوْا يُقَاتِلُوا جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَكَيْفَ بِمَنْ صَارَ مَعَ أَعْدَاءِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ قَاتِلًا لِلْمُسْلِمِيْنَ"۔ (مجموع الفتاوی:۵۳۱،۵۳۰/۲۸)

"سلف صالحین، ائمہ و محدثین صحابہ و تابعین نے (اپنی اپنی تصانیف اور توضیحات میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں)زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مرتد قرار دیا ہے ۔حالانکہ وہ روزے رکھتے تھے، نمازیں بھی پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما (بر سر پیکار) بھی نہیں ہوتے تھے۔ جب اسلاف امت کے ہاں وہ مرتد تھے تو جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کے دشمنوں کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں اور کافروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتے ہیں تو متأخر الذکر لوگوں کے بارے میں سلف صالحین کا فتویٰ کیا ہو سکتا ہے؟"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "الإِخْتِيَارَاتُ الفِقهِيَّة "میں مزید فرماتے ہیں::

"من جَمَّزَ إلى مُعَسكَرِ التُّتَرِ وَ لَحِقَ بِهِمْ ارْتَدَّ وَ حَلَّ دَمُهُ وَ مَالُهُ، فَإِذَا كَانَ هَذَا فِي أَهْلِ الْإِسْلَامِ دِيْنٌ يُدَانُ بِهِ، هَذَا أَوْلى بِالْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ۔ "(الدرر السنية: ۷/۳۳۴)

"جو شخص تاتاریوں کے معسکر (چھاؤنی) کی طرف بھاگا بھاگا جاتا ہے اور ان سے جاملتا ہے ،وہ شخص مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا خون بہانا اور اس کا مال اپنے قبضہ میں لینا جائز ہے ۔ مشرکین کے ساتھ صرف جاملنے کا یہ حکم ہے کہ وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کو قتل کرنا اور اس کا مال قبضہ میں لینا جائز ہے۔ تو اس شخص کے متعلق خود غور فرمالیں کہ جو اس بات کا اعتقاد اور نظریہ رکھتا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال کرنا میرے دین و مذہب میں شامل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ثانی الذکر شخص کفر وارتداد میں کہیں زیادہ آگے بڑھا ہوا ہے۔"

شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"اَلْأَمْرُ الثَّالِثُ مِمَّا يُوجِبُ الْجِهَادَ لِمَنِ اتَّصَفَ بِهِ مُظَاهَرَةُ الْمُشْرِكِيْنَ وَ إِعَانَتُهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِيَدٍ أَوْ بِلِسَانٍ أَوْ بِقَلْبٍ أَوْ بِمَالٍ ، فَهَذَا كُفْرٌ يُخْرِجُ مِّنَ الإِسْلَامِ ، فَمَنْ أَعَانَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَ أَعَانَهُمْ مِنْ مَالِهِ بِمَا يَسْتَعِيْنُوْنَ بِهِ عَلى حَرْبِ

الْمُسْلِمِيْنَ اِخْتِيَارًا مِنهُ فَقَدْ كَفَرَ، قَالَ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَابِ فِي نَوَاقِضِ الْاِسْلَامِ ،الثَّامِن:مُظَاهَرَةُ الْمُشْرِكِيْنَ وَ مُعَاوَنَتُهِمْ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، وَالدَّلِيْلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى {يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ} "

"ایک ایسے شخص کے خلاف جہاد کو واجب کرنے والی تیسری بات یہ ہے کہ جو شخص بھی مشرکین کی مدد وحمایت کرتا ہے یا اپنے ہاتھ ،زبان یا مال غرضیکہ کسی بھی طرح مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کو سپورٹ فراہم کرتا ہے یہ ایسا کفر ہے جو اسے اسلام سے باہر نکال دیتا ہے ۔جو انسان بھی مسلمانوں کے خلاف مشرکین کا تعاون کرتا ہے۔ مشرکوں کو اپنامالی تعاون پیش کرتا ہے جس کو وہ کافر ومشرک مسلمانوں کے خلاف برپا جنگ میں بروئے کار لاتے ہیں۔یہ تعاون بھی وہ اختیاری حالت میں کافروں کے پیش خدمت کرتا ہے،ایسا شخص بلاشبہ کافر ہوجاتا ہے۔ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نے نواقض اسلام میں سے آٹھواں ناقض (اسلام کو ختم کرنے والا عمل) یہ بیان کیاہے کہ "مشرکین کی مدد کرنا اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں مشرکوں کا تعاون کرنا۔یعنی یہ اسلام کو ختم کرنے والا آٹھویں نظریہ وعمل ہے۔اس کی دلیل سورۃ المائدہ کی آیت:۵۱ ہے۔جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "اے ایمان والو!تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤیہ تو آپس ہی میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے گا وہ بے شک انہی میں سے ہے۔ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

((من كثر سواد قوم فهومنهم ومن رضى عمل قوم كان شريك من عمل به)) (کنز العمال،ج:۹،ص:۲۲، رقم:۲۴۷۳۵۔مسند ابی یعلیٰ،نصب الرایہ:۴/۳۴۶)

"جو شخص کسی گروہ (میں شامل ہو کر ان) تعداد بڑھائے وہ اُن ہی میں سے ہے اور جو کسی گروہ کے عمل پر راضی رہے وہ ان کے عمل میں شریک ہے"۔

یہ ہے رائے قدیم مفسرین اور فقہاء کی اس شخص کے بارے میں جو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں یہود و نصاریٰ کا ہر ممکن طریقے سے ساتھ دیتے ہیں۔ چناچہ کسی بھی مفسر نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی کرنے والے کو "منافق" قرار نہیں دیا بلکہ سب نے ایسے شخص کو بالاجماع "کافر و مرتد" قرار دیا ہے۔

کافروں سے دوستی کرنے والے کے کافر و مرتد ہونے پر موجودہ دور کے علماء کے فتاویٰ:

علامہ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ اپنے طویل فتویٰ میں لکھتے ہیں جو " کلمہ حق " کے نام سے مطبوع ہو چکا ہے:

"اسی طرح سورہ مائدہ کی آیت ۵۱ تا۵۳ دلالت کرتی ہیں۔ ہر مسلمان مرد و عورت خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلے اور کفار سے تعاون کر کے اپنے دین سے یکسر نکل جانے والے کا حکم جان لے۔ اس کا مسلمان عورت سے نکاح باطل ہے جو کسی صورت میں درست نہیں ہو سکتا، نکاح کا کوئی حکم اس پر صادق نہیں آسکتا، اس کی اولاد، جائز اولاد نہیں ہو گی نہ اسے والدین کی میراث ملے گی، جو پہلے سے شادی شدہ تھا اس کا نکاح فسخ ہو گیا، اب اگر یہ "مرتد" دوبارہ توبہ کرتا ہے اور دین میں لوٹ آتا ہے تو خواہ مرد تھا تو اس کا فسخ شدہ نکاح دوبارہ بحال نہیں ہو گا اور اگر عورت تھی تو اس کا نکاح بھی بحال نہیں ہو گا، خواہ توبہ کرنے کے بعد وہ مسلمانوں سے مل کر دشمنوں سے بر سر پیکار ہی کیوں نہ ہو جائے، اسے دوبارہ نئے نکاح سے عقد زواج کرنا ہو گا...... تمام مسلمان خواتین پر فرض ہے کہ وہ کسی مرد سے نکاح کرنے سے پہلے اس بات کا پورا اطمینان کر لیں کہ جن سے ان کا عقد طے پا رہا ہے وہ اللہ کے دشمنوں سے تعاون کرنے والا تو نہیں ہے، جس کا پہلے سے ایسے کسی شخص سے نکاح ہو چکا ہے اور اس کے مرتد ہونے کی وجہ سے اس شخص پر حرام ہو چکی ہے اور اس کا اب ایسے

شخص کے ساتھ رہنا باطل ہے وہ اس کی زوجہ نہیں رہی، جس عورت کو اسلام کے اس عقیدے کا علم تھا یا ہو گیا ہے اور اس کے باوجود وہ ایسے کسی شخص سے نکاح کرتی ہے یا نکاح کرے گی تو اس کا حکم بھی "مرتدّہ" کا ہے، معاذ اللہ ہرگز کوئی مومنہ علم آنے کے بعد ایسی حالت میں نہیں رہے گی......واللہ! میں یہ بات پوری ذمہ داری سے کر رہا ہوں، ملکی مقننہ خواہ اس قسم کا کوئی قانون پاس کرے یا نہ کرے، مسلمان کے احکام ملکی قانون سازی تک ملتوی نہیں ہوا کرتے، دوسرا ملکی قوانین میں عموماً چور راستے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اسلام میں حجت بازی اور قیل و قال سے یہ حکم بدلا نہیں جاسکتا۔ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے تعاون کرنا ہر وقت اور ہر زمانے میں واجب ہے اور واجب رہے گا تمام افراد اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی اس ذمہ داری پر جوب دہ ہوں گے۔ ہر مسلمان نے دین کا کوئی نہ کوئی گوشہ مضبوط کیا ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ اسلام پر کوئی آفت اسی کی غفلت سے آن پڑے"۔

(بحوالہ "امریکیوں کی مدد کرنے والے کے کفر میں واضح بیان" از شیخ ناصر بن فہد)

اپنے فتوے میں ایک اور جگہ یہ فرماتے ہیں:

"انگریزوں سے کسی قسم کا تعاون خواہ اس کی نوعیت کم ہو یا زیادہ بدترین ارتداد ہے اور واضح ترین کفر ہے جس میں کسی قسم کے عذر کو قابل التفات نہیں سمجھا جائے گا اور نہ کسی قسم کی تاویل کا موقع دیا جائے گا۔ اس کا یہ حکم نہ وطنی عصبیت نہ سیاسی وابستگی اور نہ منافقانہ چاپلوسی کی وجہ سے منسوخ ہو سکتا ہے، خواہ یہ تعاون انفرادی طور پر پیش کیا جائے یا حکومتی یا سرکردہ افراد پیش کریں، یہ سب کے سب کفر اور ارتداد میں برابر کے شریک ہوں گے، سوائے جاہل اور خطاکار کے جس نے مرنے سے پہلے اس کا تدارک کر لیا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنے کا اسے موقع فراہم ہو گیا اور باقی زندگی اس نے مومنین کی طرز پر گزاری تو امید ہے اللہ تعالیٰ اس سے درگزر کرے بشرطیکہ یہ خالص وجہ اللہ کے لئے توبہ کی گئی ہو نہ حکومت کی ایماء پر اور نہ کسی سیاسی مقصد کے لئے"۔(بحوالہ "امریکیوں کی مدد کرنے والے کے کفر میں واضح بیان" از شیخ ناصر بن فہد)

فضیلۃ الشیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَ قَدْ أَجْمَعَ عُلَمَاءُ الْإِسْلَامِ عَلى أَنَّ مَنْ ظَاهَرَ الْكُفَّارَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَ سَاعَدَهُمْ عَلَيْهِمْ بِأَيِّ نَوْعٍ مِّنَ الْمُسَاعِدَةِ فَهُوَ كَافِرٌ مِّثْلُهُمْ ، كَمَا قَالَ سُبْحَانَهُ : { يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ } (المائدة:٥١)"

(مجموع فتاوى ومقالات متنوعة للشيخ ابن باز:١/٢٧٤)

"ملت اسلامیہ کے تمام جید علماء کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے جو شخص مسلمانوں کے خلاف کافروں کی کسی بھی نوعیت اور کسی بھی انداز کی مدد و معاونت کرتا ہے وہ ان ہی کفار کی طرح ''کافر'' ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العزت نے سورۃ المائدہ کی آیت :٥١ میں یہی بات یوں بیان فرمائی ہے :"اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ تو آپس ہی میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے گا وہ بے شک انہی میں سے ہے۔ ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہر گز راہِ راست نہیں دکھاتا"۔

شیخ جمال الدین قاسمی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں :

"اللہ رب العزت کے اس زیر تفسیر فرمان { وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ } کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان یہودیوں اور عیسائیوں سے دوستی کرے گا وہ ان کے گروہ میں ہی شمار ہو گا۔ ان سے دوستی کرنے والے پر بھی وہی حکم اور قانون جو ان یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے ہو گا۔ باوجود اس کے کہ وہ زبانی دعوے کرتا رہے کہ میں تو ان یہودیوں اور عیسائیوں کا مخالف ہوں۔ اس لیے کہ ظاہری حالات وواقعات اور عمل و کردار کی شہادت ان کافروں کے ساتھ پوری پوری موافقت کی واضح دلیل ہے"۔(محاسن التاویل للقاسمی:٦/٢٤٠)

فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان فرماتے ہیں :

"مِنْ مَظَاهِرِ مُوَالَاةِ الْكُفَّارِ إِعَانَتُهُمْ وَ مَنَاصَرَتُهُمْ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَ مَدْحُهُمْ وَالذَّبُّ عَنْهُمْ وَ هذا مِنْ نَوَاقِضِ الْإِسْلَامِ وَ أَسْبَابِ الرِّدَّةِ "(الولاء والبراء في الاسلام لصالح الفوزان:۹)

"کفار کی معاونت کرنا، مسلمانوں کے خلاف کفار کو اپنی مکمل حمایت اور سپورٹ فراہم کرنا ،کفار کی مدح سرائی کرنا اور تعریفیں کرنا اور کافروں کی طرف سے مدافعت اور وکالت کرنا حقیقت میں کفار سے دوستی کے بڑے بڑے مظاہر اور علامتیں ہیں۔ دوستی کہ یہ مظاہر ایک بندۂ مسلم کے اسلام کو ختم کر دینے والے اور ارتداد کے اسباب میں سے بہت بڑے اسباب ہیں "۔

موجودہ حکمرانوں کے کفر پر فتویٰ دینے والے عصر حاضر کے "معتبر اور معروف" علماء:

انجینئر صاحب کا ایک بڑا اعتراض یہ ہے کہ:

"لہٰذا شدت پسندی میں آکر کفر کے فتوے لگانا یہ بہت بڑی جسارت ہے...... تو اتنا بڑا فتویٰ لگانا وہ بھی غیر معتبر علماء کا، گمنام قسم کے علماء کا، اور (ان حکمرانوں کو) کافر قرار دے دے کر ان پر حملے کرنا، ان کے مال کو اپنے لئے حلال سمجھنا، یہ شدت پسندی کے اندر ایک اور گمراہی ہے"۔

لہٰذا ضروری ہے کہ انجینئر صاحب کا یہ اعتراض بھی دور کر دیا جائے کہ کافروں سے دوستیاں نبھانے والے موجودہ حکمرانوں کے کفر کا فتویٰ "غیر معتبر اور گمنام" علماء نے جاری نہیں کیا بلکہ ان حکمرانوں کے کفر پر فتاویٰ جاری کرنے والوں میں وہ علماء شامل ہیں جن کے علم و فضل کے سب معترف ہیں اور جن کے راسخون فی العلم ہونے پر بھی کسی کو شک نہیں۔

اس سلسلے میں سب سے بڑی مثال مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ(جامعہ علوم الاسلامیہ نیوٹاؤن کراچی)ہیں جنہوں نے9\11 کے بعد افغانستان پر امریکی حملہ کے بعد اپنے نام کے لیٹر پیڈ پر ایک فتویٰ جاری فرمایا جو کہ ملک کے تمام اخبارات میں جلی حروف کے ساتھ شائع ہوا اور جس کو دلیل کے طور عالم عرب کے علماء حق نے اپنے فتاویٰ نقل کیا۔اس فتویٰ کے الفاظ یہ ہیں :

"امریکہ نے امارتِ اسلامی افغانستان پر حملہ کر دیا ہے۔اب مسلمانوں کیلئے شرعی احکام مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔تمام مسلمانوں پر جہاد فرض ہوگیا ہے کیونکہ موجودہ صورتحال میں صرف افغانستان کے آس پاس مسلمان امارتِ اسلامی افغانستان کا دفاع نہیں کرسکتے ہیں اور یہودیوں اور امریکہ کا اصل ہدف امارتِ اسلامی افغانستان کو ختم کرنا ہے۔دارالاسلام کی حفاظت اس صورت میں تمام مسلمانوں کا شرعی فریضہ ہے۔

۲۔جو مسلمانوں چاہے اس کا تعلق کسی بھی ملک سے ہو اور کسی بھی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے سے وابستہ ہو وہ اگر اس صلیبی جنگ میں افغانستان کے مسلمانوں یا امارتِ اسلامی افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف استعمال ہو گا وہ مسلمان نہیں رہے گا۔

۳۔اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف کوئی بھی مسلمان حکمران اگر حکم دیں اور اپنے ماتحت لوگوں کو اسلامی حکومت کے ختم کرنے کیلئے استعمال کرنا چاہے تو ماتحت لوگوں کیلئے اس طرح کے غیر شرعی احکام ماننا جائز نہیں ہے بلکہ ان احکام کی خلاف ورزی ضروری ہو گی۔

۴۔اسلامی ممالک کے جتنے حکمران اس صلیبی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دے رہے ہیں اور اپنی زمین، وسائل اور معلومات ان کو فراہم کر رہے ہیں وہ مسلمان پر حکمرانی کے حق سے محروم ہو چکے ہیں تمام مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان حکمرانوں کو اقتدار سے محروم کریں چاہے اس کیلئے جو بھی طریقہ استعمال کیا جائے۔

۵۔افغانستان کے مسلمان مجاہدین کے ساتھ جانی ومالی اور ہر قسم کی ممکن مدد مسلمانوں پر فرض ہے لہٰذا جو مسلمان وہاں جاکر ان کے شانہ بشانہ لڑ سکتے ہیں وہ وہاں جاکر شرکت کرلیں اور جو مسلمان مالی تعاون کرسکتے ہیں وہ مالی تعاون فرمائے۔اللہ تعالیٰ مصیبت اس گھڑی میں مسلمانوں کا حامی وناصر ہو۔

اس فتویٰ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کرکے دوسرے مسلمانوں تک پہنچائے۔

فقط وسلام
مفتی نظام الدین شامزئی
(مہرودستخط)

ایک اور فتوے میں مزید لکھتے ہیں:

"کسی مسلمان کے لیے خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں رہتا ہو سرکاری ملازم ہو یا غیر سرکاری اگر اس نے افغانستان پر امریکہ کے حملے میں کسی قسم کا تعاون کیا جو ایک صلیبی حملہ ہے تو وہ مرتد ہو گا۔"

(بحوالہ "امریکیوں کی مدد کرنے والے کے کفر میں واضح بیان" از شیخ ناصر بن فہد)

افغانستان میں طالبان کے خلاف امریکہ کے لئے کسی بھی قسم کا تعاون کرنے کے حوالے سے "حجازِ مقدس" کے مشہور علماء حق نے بھی اس حوالے سے واضح طور پر "کفر" اور "ارتداد" کا فتویٰ جاری کیا ۔جس کا ذکر شیخ ناصر بن فہد فک اللہ اسرہ (سعودی عرب) نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔چناچہ اس کے نتیجے میں ان علماء کو کی اکثریت کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑ رہی ہیں۔مشہور سعودی سلفی عالم دین شیخ حمود عقلاء الشعیبی رحمہ اللہ نے،۲۱رجب ۱۴۲۲ہجری (اکتوبر،2001ء) کو امریکی طرفداری کرنے پر سعودی حکومت کو انتہائی سختی سے متنبہ کرتے ہوئے فتویٰ دیا کہ:

((من اعان دول الکفر کامریکا وزمیلاتھا علی المسلمین یکون کافراًمرتداً عن الاسلام))

"جس نے کفری طاقتوں جیسے امریکا اور اس کے اتحادیوں سے مسلمانوں کے خلاف تعاون کیا وہ "کافر" اور "مرتد" ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔"

شیخ عبدالرحمن بن ناصر براک نے ۲۰ رجب، ۱۴۲۲ ہجری کو فتویٰ صادر کیا کہ:

"امریکہ اور برطانیہ کا افغانستان پر حملہ بغیر کسی شک وشبہ کے ظلم اور عدوان ہے اور "یہ صلیبی حملہ" ہے جو اسلام پر کیا گیا ہے۔ اسلامی ممالک کا افغانستان کی نصرت اور حمایت نہ کرنا ایک عظیم مصیبت ہو گی اگر الٹا یہ ممالک ان کی حمایت اور تعاون کرتے ہیں تو یہ کفار سے دوستی ہے جس کا ذکر سورہ المائدہ کی آیت ۵۱ میں مذکور ہے، اسی آیت کو دلیل بنا کر ائمہ اسلام نے کفار سے دوستی کو نواقضِ اسلام (جن سے ایک مسلمان کافر ہو کر ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے) میں شمار کیا ہے۔"

۲۸ رجب ۱۴۲۲ ہجری شیخ سفر حوالی کے فتوے کا اقتباس:

"مسلمانوں کے خلاف کافروں سے تعاون کرنا خواہ وہ تعاون کی کوئی صورت ہو، محض اپنے الفاظ سے ہی ان کی حمایت کرنا کفر بواح اور بدترین نفاق ہے۔ یہ نواقض اسلام میں سے ایک صورت ہے اسی طرح اس (مسلم) کا عقیدہ ولاء اور براء پر ایمان نہیں رہتا"

یکم شعبان ۱۴۲۲ ہجری بشر بن فہد کے فتوے سے اقتباس:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے پورے کلام میں وضاحت سے کہہ دیا ہے کہ کافر ایک دوسرے کے دوست اور مومنین ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں، منافقین کی صفت یہ ہے کہ وہ مومنین کے علاوہ کفار سے بھی موالات رکھتے ہیں، افغانستان پر امریکہ کے حملے میں کسی قسم کا تعاون کافروں سے موالات کی صورت ہے خواہ یہ تعاون مال، اسلحے، مخبری یا آدمیوں کے ذریعے فراہم کیا جائے، مولات کی یہ صورت کفر اور ارتداد ہے جس کا حکم افراد کے لئے بھی ہے اور (تنظیموں) حکومتوں کے لئے بھی ہے"

(ان تمام فتاویٰ کی تفصیل کے لئے دیکھئے: التبیان فی کفر من أعان الامریکان "امریکیوں کی مدد کرنے والے کے کفر میں واضح بیان" از شیخ ناصر بن فہد فک اللہ اسرہ)

کیا خیال ہے انجینئر صاحب کا مذکورہ بالا تمام علماء خاص کر مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ، شیخ حمود عقلاء الشعیبی رحمہ اللہ اور شیخ ناصر بن فہد فک اللہ اسرہ کے بارے میں؟ کیا انجینئر صاحب ان علماء کو بھی "غیر معتبر اور گمنام" قرار دیں گے اور ان کو شدت پسند، گمراہ کن عقائد کا حامل اور خارجی العقیدہ قرار دیں گے؟

بس کفار کے ساتھ دوستی کرنے والوں کے بارے میں حکم شرعی کی تفصیلی وضاحت کے بعد موجودہ حکمرانوں کے بیان کردہ سات بڑے جرائم جن کا ذکر خود انجینئر صاحب نے اپنی تقریر میں کیا ہے، ان جرائم کو ذرا دوبارہ ملاحظہ کر لیجئے:

(۱) ان حکمرانوں نے نیٹو کا اتحادی بن کر، نیٹو کی سپلائی کے لئے سہولیات فراہم کرکے، افغانستان میں نہ صرف اسلامی حکومت کو ختم کرنے میں تعاون کیا بلکہ افغانستان میں جتنے بھی لاکھوں مسلمان مارے گئے ہیں، اس میں بھی ان کے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں۔

(۲) انہوں نے ہی پاکستان کی سرزمین کے اڈے کافروں کے حوالے کئے اور ان کو تمام زمینی سہولیات فراہم کیں، اور یہاں سے طیارے اڑ کر جاتے اور افغانستان میں ڈیزی کٹر اور نہ جانے کیسے کیسے مہلک بم اور میزائل پھینکے۔

(۳) انہوں نے ہی "بلیک واٹر" اور سی آئی اے کے ایجنٹوں کو قواعد وضوابط سے ہٹ کر ویزے جاری کئے۔ جس کی بنیاد پر ان کے درندے اور غنڈے ریمن ڈیوس جیسے پورے پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں ، اور یہاں پر تخریبی کاروائیوں میں پوری منصوبہ بندی بھی کررہے ہیں اور اس کی سرپرستی بھی کررہے ہیں......

(۴)انہوں نے ہی چاہے لال مسجد کا آپریشن ہو، سوات کا آپریشن ہو، تو ان آپریشنز کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کا خون کیا۔

(۵)انہوں نے ہی مجاہدین کو پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کیا، مشرف صاحب نے اپنی کتاب میں اس کا اعتراف بھی کیا ہے کہ ہم نے "ڈالر" لئے ہیں اور مجاہدین پکڑ پکڑ کر امریکہ کے حوالے کئے ہیں۔

(۶)انہوں نے (مجاہدین کی) مخبری کی اور بڑے دھڑلے کے ساتھ کہا کہ ہم امریکہ کے ساتھ انٹیلی جنس انفارمیشن شیئر کرتے ہیں، اور مخبری کر کے مجاہدین کو یا افغانستان کے طالبان کو نقصان پہنچایا۔

(۷)ڈرون حملے جو کہ ہر لحاظ سے "غیر قانونی" ہیں اور غلط ہیں، وہ سب کے سب ان کی اجازت سے ہو رہے ہیں۔

ذرا سوچئے! کفار سے دوستی کرنے والوں کے بارے میں شرعی حکم کی وضاحت کے بعد کیا ان جرائم کے مرتکب حکمرانوں اور ان کے معاونین کے کفر اور ارتداد میں کوئی شک وشبہ باقی رہ جاتا ہے؟ اور کیا ان حکمرانوں کو مسلمان قرار دینے کا کوئی جواز باقی بچتا ہے؟

فیصلہ کن کلام:

شیخ الاسلام امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کفار سے دوستی کرنے والوں کے کفر میں شک کرنے والوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

"وَلٰكِنَّهُمْ يُجَادِلُوْنَكُمُ الْيَوْمَ بِشُبْهَةٍ وَّاحِدَةٍ،فَاصْنَعُوْا لِجَوَابِهَا،وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ كُلُّ هٰذَا حَقٌّ نَشْهَدُ أَنَّهُ دِينُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ إِلَّا التَّكْفِيْرَ وَالْقِتَالَ، وَالْعَجَبُ مِمَّنْ يَّخْفٰى عَلَيْهِ هٰذَا إِذَا أَقَرُّوْهَا أَنَّ هٰذَا دِيْنُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ كَيْفَ لَا يُكَفَّرُ مَنْ أَنْكَرَهُ وَ قَتَلَ مَنْ أَمَرَ بِهٖ وَ حَبَسَهُمْ؟ كَيْفَ لَا يُكَفَّرُ مَنْ أَمَرَ بِهٖ بِحَبْسِهِمْ؟ كَيْفَ لَا يُكَفَّرُ مَنْ جَآءَ إِلٰى أَهْلِ الشِّرْكِ يَحُثُّهُم عَلٰى لُزُوْمِ دِيْنِهِمْ وَ تَزْيِيْنِهٖ لَهُمْ وَ

يَحُثُّهُمْ عَلٰى قَتْلِ الْمُوَحِدِيْنَ وَ أَخْذِ أَمْوَالِهِمْ كَيْفَ لَا يُكَفِّرُ وَ هُوَ يَشْهَدُ أَنَّ الَّذِیْ يَحُثُّ عَلَيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْكَرَهُ وَ نَهٰى عَنْهُ وَ سَمَّاهُ الشِّرْكَ بِاللّٰهِ؟ وَيَشْهَدُ أَنَّ الَّذِیْ يُبْغِضُهُ وَ يُبْغِضُ أَهْلَهُ وَ يَامُرُ الْمُشْرِكِيْنَ بِقَتْلِهِمْ هُوَ دِيْنُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْاَدِلَّةَ عَلٰى تَكْفِيْرِ الْمُسْلِمِ الصَّالِحِ إِذَا أَشْرَكَ بِاللّٰهِ أَوْ صَارَ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى الْمُوَحِّدِيْنَ وَ لَوْ لَمْ يُشْرِكْ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُنْحَصَرَ مِنْ كَلَامِ اللّٰهِ وَ كَلَامِ رَسُوْلِهِ ﷺ وَكَلَامِ أَهْلِ الْعِلْمِ۔"(الرسائل الشخصية،القسم الخامس من مؤلفات الشيخ محمد بن عبدالوہاب:۲۷۲)

"بعض لوگ آج کل تم سے اس معاملہ میں بحث و تکرار اور جھگڑا کرتے ہوئے ایک شبہ پیش کرتے ہیں۔وہ شبہ اور اس کا جواب خوب دل لگا کر پڑھ لیں۔شبہ پیش کرنے والے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ساری باتیں جو آپ لوگ بیان کرتے ہیں بالکل درست ہیں ۔ہم مانتے ہیں کہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہی دین ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔آپ کے ساتھ ہم درج ذیل دوباتوں کے سوا تمام باتوں میں اتفاق کرتے ہیں :

1۔ کافروں کے ساتھ دوستی کرنے والوں کو کافر کہنے کے معاملہ میں اور
2۔ ان کے ساتھ قتال کرنے کے معاملہ میں۔

اس کا جواب پیش خدمت ہے:انتہائی تعجب انگیز بات تو یہی ہے کہ ایک ایسے شخص پر اس شبہ کا جواب مخفی ہے جو اس بات کا اقرار بھی کرتا ہے کہ ہمارا موقف قرآن وسنت اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کے مطابق ہے۔جب کوئی شخص صدق دل سے تسلیم کرتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دین "اسلام"برحق دین ہے۔تو پھر:

☆......وہ شخص اس فرد کو کافر کیوں نہیں کہتا؟جو اس دین کا انکار کرتا ہے؟اس دین کی طرف دعوت دینے والے اور اس دین کو قائم کرنے والے،داعی اور مجاہد کو قتل اور گرفتار کیوں کرتا ہے؟

☆......پھر وہ شخص اس فرد کو کافر کیوں نہیں کہتا؟ جو اپنی فوج اور انتظامیہ کو حکم دیتا ہے کہ ان مجاہدوں اور داعیوں کو گرفتار کر کے قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کر دو؟

☆......پھر وہ اس شخص کو کافر کیوں نہیں کہتا؟ جو مشرکوں کے پاس جا کر انہیں برانگیختہ کرتا ہے کہ تم اپنے دین پر ڈٹے رہو، تمہارا دین و مذہب نظریہ و مؤقف بہت ہی بہترین اور خوبصورت ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ مشرکوں اور کافروں کو خالص العقیدہ اہل توحید کے قتل اور ان کے اموال پر قبضہ کرنے کے لیے ابھارتا ہے؟

☆......پھر وہ شخص اس فرد کے کافر ہونے کا عقیدہ کیوں نہیں رکھتا؟ حالانکہ وہ گواہی دیتا ہے کہ کافروں اور مشرکوں کے پاس جا کر انہیں جس چیز پر برانگیختہ کرتا ہے۔ رسول اکرم جناب محمد ﷺ نے اس چیز کا انکار کیا ہے، اس سے روکا ہے اور اس طرز عمل کو شرک قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس بات کی گواہی بھی دیتا ہے کہ اہل توحید اور مجاہدین کے جن اعمال واقدامات عقائد و نظریات کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ اللہ کا دین بہر حال یہی ہے اور مجاہدین اور مؤحدین ہی حقیقت میں دین کے اصل داعی اور نافذ کرنے والے ہیں؟

یاد رکھیے! کوئی کلمہ پڑھنے والا نیک مسلمان جب اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگ جائے اور موحدین کے مخالف ہو کر مشرکین کا ساتھی بن جائے وہ کافر ہو جاتا ہے اگرچہ وہ بذاتِ خود شرک کا ارتکاب نہ بھی کرے۔ قرآن مجید میں رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں اور اہل علم کی تالیفات و تصنیفات میں اس بارے میں اتنے دلائل ہیں کہ ان کو احاطہ تحریر میں لانا دشوار ہے"۔ (شیخ الاسلام کا کلام یہاں ختم ہوا)

ذرا سوچئے اور غور فرمایئے! کیا اتنے واضح بیان کے بعد بھی اس شخص کے بارے کسی بیان کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے، جو کافروں اور مرتدوں کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم کرتا ہے اور کافروں کے ساتھ مل

کر مسلمانوں سے جنگ کرتا ہے۔ ہاں صرف اس شخص کو ہی مزید کسی بیان کی ضرورت محسوس ہوگی جس کے بارے کلام باری تعالیٰ میں ارشاد ہے:

{ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا } (المائدۃ:۴۱)

"جس کو فتنہ میں مبتلا کرنا اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو ایسے شخص کے لیے آپ کوئی ہدایت کی چیز نہیں پائیں گے۔"

(۲)

اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلے کرنے والا طاغوت کافر ہوتا ہے یا منافق؟

انجینئر صاحب اپنی تقریر میں سورۃ البقرۃ کی آیت 256 کے ضمن میں کہتے ہیں:

"اس آیت کی بنیاد پر فتویٰ دیا جاتا ہے کہ دیکھو کہ اس میں "کفر" کا لفظ آیا ہے۔ لیکن جو لوگ بھی عربی کی تھوڑی بہت شدبد رکھتے ہیں اور اس کے علم سے واقف ہیں تو وہ جانتے ہیں کہ "تکفیر" کا لفظ یہاں پر نہیں ہے...... یہاں اس کا مفہوم ہے کہ جو طاغوت کا انکار کرے یعنی طاغوت کی مخالفت کرے۔ علی الاعلان کہے کہ یہ طاغوت جو کچھ کر رہے ہیں یہ غلط ہے۔ اس کا صرف یہ مفہوم ہے"۔

اور سورۃ نساء کی آیت 60 اور 61 کی تشریح یوں کرتے ہیں :

"اللہ نے، جو طاغوت ہے یا اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور اس کا کفر نہیں کرتے، ان کو منافق کہا ہے... (مزید کہتے ہیں ایک اور جگہ) اللہ نے ایسے لوگوں کو جو طاغوت کا کفر نہ کریں ان کو کافر نہیں کہا بلکہ اللہ نے ان کو منافق کہا ہے"۔

پھر یہ بھی کہتے ہیں:

"تو یہ (جو شیلے نوجوان کہتے ہیں کہ) حکمران طاغوت ہیں، اور بالکل صحیح کہتے ہیں، طاغوت وہ ہے جو حد سے گزرنے والا ہو۔ ایک ہوتا ہے فاسق جو حکم توڑنے والا ہو...... اور طاغوت وہ ہے جو یہ کہے کہ اللہ کی نہیں میری مرضی چلے گی۔ میرا حکم چلے گا۔ فاسق وہ ہے جو اللہ کی بات نہ مانے اور طاغوت وہ ہے جو یہ کہے اللہ کا نہیں میرا کہنا چلے گا۔ ہماری اسمبلیاں

طاغوت ہیں، وہ اللہ کے بجائے اپنے قوانین نافذ کر رہی ہیں۔ اللہ کی نظر میں سود حرام ہے اور ہماری اسمبلیوں کے نزدیک سود حلال ہے...... "۔

یعنی عجیب طرفہ تماشہ ہے کہ انجینئر صاحب اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلے کرنے والے موجودہ حکمرانوں کو ایک طرف طاغوت بھی تسلیم بھرتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کے کفر و ارتداد کے قائل نہیں۔ اس کے لئے انہوں نے کہیں صرف عربی لغت کے اپنے بیان کردہ فارمولے کو دلیل بنایا ہے اور کہیں قرآن کریم کے ظاہری الفاظ کو سند بنایا ہے۔

حقیقت یہ ہے قرآن کریم میں بیان کردہ امور کے بارے میں سب سے پہلے یہ نہیں دیکھا جاتا ہے کہ عربی لغت کے حساب سے کیا اس کے کیا معنی بنتے ہیں اور نہ ہی یہ دیکھا جاتا ہے کہ قرآن کریم کے ظاہر الفاظ کیا معانی پیش کر رہے ہیں بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے فقہاء و مفسرین ان امور کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر سلف وصالحین کی بیان کردہ تفسیر کی روشنی میں کیا معانی متعین کئے ہیں۔

یہ بات تو قرآن کریم کا چھوٹے سے چھوٹا طالبعلم بھی جانتا ہے کہ اگر قرآن کریم میں بیان کردہ امور میں صرف عربی لغات اور ظاہری الفاظ کو پیمانہ بنایا جائے اور سلف وصالحین کی بیان کردہ معانی سے اعراض کرتے ہوئے شرعی احکامات کا استنباط کیا جائے تو اس کے کتنے گمراہ کن بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں!

چناچہ انجینئر صاحب نے سورۃ البقرۃ کی آیت 256 میں بیان کردہ "کفر بالطاغوت "کا مطلب عربی لغات کی روشنی بیان کیا کہ اس سے مراد طاغوت کی "تکفیر" نہیں بلکہ اس اس کا "انکار"مقصود ہے، باالفاظ دیگر کفر بالطاغوت کا مطلب، طاغوت کے افعال پر نکیر کرنا ہے اس کو کافر قرار دینا نہیں۔ چناچہ وہ سورۃ النسآء کی آیت 60 اور 61 کی روشنی میں طاغوت کی طرف فیصلے لے جانے والے کو اور یہاں تک کہ خود طاغوت کو کافر ماننے سے انکار کرتے ہوئے اس کو صرف "منافق" کے درجے پر فائز کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں:

"اللہ نے، جو طاغوت ہے یا اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور اس کا کفر نہیں کرتے، ان کو منافق کہا ہے"۔

اس ضمن میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم کسی کو منافق قرار دینے کا معاملہ بیان کر چکے ہیں کہ فی زمانہ کسی کو منافق قرار دینا ممکن ہی نہیں سوائے اس کے کہ ہم اس کے ایمان کی شہادت دیں یا پھر اس کے کفر و ارتداد کی گواہی دیں۔ چناچہ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ فقہاء و مفسرین نے "طاغوت" کے اور "کفر بالطاغوت" کیا معانی مقرر کئے ہیں۔

طاغوت کسے کہتے ہیں؟

چناچہ سب سے پہلے تو ہم "طاغوت" کی تعریف ازروئے شریعت جان لیتے ہیں تاکہ اس کے شرعی حکم کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"والطاغوت: کل ما تجاوز به العبد حده من معبود أو متبوع أو مطاع؛ فطاغوت کل قوم یتحاکمون الیه غیر اللّٰه ورسوله،أویعبدونه من دون اللّٰه،أویتبعونه علی غیر بصیرة من اللّٰه،أویطیعونه فیما لایعلمون أنه طاعة للّٰه"۔ (اعلام الموقعین عن رب العالمین: ج ا ص ۶۴)

"طاغوت ہر اس معبود، یا پیشوا، یا واجب اطاعت کو کہتے ہیں جس کے ذریعے بندہ اپنی حد سے تجاوز کر جائے۔ لہٰذا ہر قوم کا "طاغوت" وہ ہوا جس کے پاس وہ اللہ اور اس کے رسول کے سوا فیصلے کے لیے جاتے ہیں، یا اللہ کے سوا اس کی عبادت کرتے ہیں، یا اللہ کی جانب سے بلا بصیرت اس کی اتباع کرتے ہیں، یا اس کی اس بات میں اطاعت کرتے ہیں جس کے متعلق وہ نہیں جانتے کہ وہ اللہ کی اطاعت ہے"۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"والطواغيت كثيرون، ورؤسهم خمسة:ابليس لعنه الله،ومن عبد وهو راض، ومن دعاالناس الى عبادة نفسه ، ومن ادعى شيئاً من علم الغيب، ومن حكم بغير ما انزل الله"(الاصول الثلاثة وادلتها:ص۵۱، للشيخ محمد بن سلمان التميمیؒ)

"طاغوت تو بے شمار ہیں مگر ان کے چوٹی کے سردار پانچ ہیں:
1۔ابلیس لعین
2۔ایسا شخص جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس فعل پر رضامند ہو۔
3۔ جو شخص لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہو اگرچہ اس کی عبادت نہ بھی ہوتی ہو۔
4۔جو شخص علم غیب جاننے کا دعویٰ کرتا ہو۔
5۔ جو شخص اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے خلاف فیصلہ کرے"۔

سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:
"امام مجاہد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ "طاغوت"انسان کی صورت میں شیطان ہوتا ہے جس کے پاس لوگ تنازعات کے فیصلے لیجاتے ہیں۔" (تیسیر العزیز الحمید:۴۹)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"اسی لئے ہر حاکم جو کتاب اللہ کے بغیر فیصلہ کرتا ہو اسے طاغوت کہا گیا ہے"۔ (مجموع الفتاویٰ:۱۲۸/۲۰)

کفر بالطاغوت کا مطلب؟

طاغوت کی تعریف سمجھنے کے بعد اب ہم "کفر بالطاغوت" کا کیا مطلب ہے؟ چنانچہ امام ابن قیم رحمہ اللہ کفر بالطاغوت کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وھذاھو معنیٰ لاالہ الااللّٰہ"

(الاصول الثلاثۃ: ص۵۵، للشیخ محمد بن سلمان التمیمیؒ)

"اور یہی معنی ہے لا الہ الا اللہ کے"

شیخ الاسلام امام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ "کفر بالطاغوت" معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"کفر بالطاغوت کا مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کو باطل سمجھا جائے، اسے چھوڑ دیا جائے، اس سے نفرت کی جائے، اس کے ماننے والوں کو کافر سمجھا جائے، ان سے دشمنی کی جائے۔ اللہ پر ایمان کا معنی ہے کہ اکیلے اللہ کو معبود ماننا، عبادت کی تمام اقسام اس کے لیے خاص کرنا، ہر اس معبود سے ان صفات کی نفی کرنا جس کی عبادت اللہ کے سوا کی جاتی ہو۔ اللہ کے خاص بندوں سے محبت اور دوستی کی جائے۔ مشرکین سے نفرت اور دشمنی کی جائے یہی وہ ملتِ ابراہیم ہے جس سے اعراض کرنے والے کو اللہ نے بیوقوف قرار دیا ہے (اوراس موٴقف کی دلیل یہ آیت ہے):

{قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ} (الممتحنۃ:۴)

"(مسلمانو) تمہارے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں۔ ہم تمہارا کفر کرتے ہیں اور یہ کہ ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی"۔ (الدرر السنیۃ:۱۶۱/۱۰)

علامہ شیخ سلیمان بن عبد اللہ رحمہ اللہ اپنی کتاب میں سورۃ النساء کی آیت 60 کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس آیت میں دلیل ہے اس بات کی کہ طاغوت یعنی کتاب و سنت کے علاوہ دوسروں کے فیصلوں کو چھوڑنا فرائض میں سے ہے اور جو کتاب و سنت کے علاوہ کسی اور طرف فیصلے لیجاتا ہے وہ مومن نہیں بلکہ مسلمان تک نہیں ہے۔" (تیسیر العزیز الحمید ص: ۴۱۹)

علامہ محمد جمال الدین سلفی قاسمی رحمہ اللہ اپنی تفسیر "محاسن التاویل" میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ طاغوت سے فیصلہ کرانا طاغوت پر ایمان کہلاتا ہے اور طاغوت پر ایمان اللہ کے ساتھ کفر ہے جس طرح کہ اللہ پر ایمان طاغوت کا انکار ہے۔"

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پس جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ اکی مخالفت اس طرح کرتا ہے کہ وہ کتاب و سنت کے علاوہ کسی اور جگہ سے فیصلہ کراتا ہے یا اپنی خواہشات کی تکمیل میں مگن ہے تو گویا اس نے عملاً ایمان اور اسلام کی رسی کو گردن سے اتار پھینکا۔ اس کے بعد خواہ وہ کتنا ہی ایمان کا دعویٰ کرے بے کار ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ "طاغوت کا کفر کرنا" توحید کا سب سے بڑا رکن ہے۔ جب تک کسی شخص میں یہ رُکن نہ ہوگا وہ موحد نہیں کہلا سکتا"۔ (ھدایۃ المستفید: ۱۲۲۳)

شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن بن حسن آل الشیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جو شخص سمجھ بوجھ رکھنے کے باوجود کتاب و سنت رسول ﷺ کو چھوڑ کر فیصلہ کسی اور کی طرف لے جاتا ہے وہ کافر ہے۔" (درر السنیۃ: ۱۰/۴۲۶)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بہت سے لوگ اپنا انتساب اسلام کی طرف کرتے ہیں لیکن کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے بلکہ فیصلہ کے وقت لوگوں یا اپنے آباء واَجداد کی رَوِش کو دیکھتے ہیں، انہیں اچھی

طرح معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے لیکن پھر بھی وہ شریعت کے برخلاف فیصلہ کو اپنے لیے جائز سمجھ لیتے ہیں، ایسے لوگ بھی "کافر" ہیں۔"

(مجموع الفتاویٰ امام ابن تیمیہؒ)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وفي ذلك كله مخالفة لشرائع الله المنزلة على عباده الأنبياء عليهم الصلاة والسلام ،فمن ترك الشرع المحكم المنزل على محمد بن عبد الله خاتم الأنبياء وتحاكم الى غيره من الشرائع المنسوخة كفر،فكيف بمن تحاكم الى الياسق وقدمها عليه؟من فعل ذلك كفر باجماع المسلمين"

(البداية والنهاية،ج:١٣،ص:١٣٩)

"یہ تمام (خود ساختہ) قوانین ان شریعتوں کی مخالفت سے پر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائیں۔ پس جو شخص بھی خاتم الانبیاء محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل کردہ محکم شریعت کو چھوڑ کر اپنے فیصلوں کے لئے کسی منسوخ شدہ شریعت کے طرف گیا، اُس نے کفر کیا۔ (پس جب رب ہی کی نازل کردہ کسی سابقہ شریعت کو فیصل ماننا بھی کفر ہے) تو پھر "یاسق" جیسی (خود ساختہ) کتاب کی طرف فیصلے لے کر جانا اور اسے شریعت محمدی ﷺ پر مقدم جاننا کتنا سنگین جرم ہو گا؟ بلاشبہ جو شخص بھی ایسا کرتا ہے، اس کے مرتکبِ کفر ہونے پر امت کا اجماع ہے"۔

سید قطب شہید رحمہ اللہ سورۃ النساء کی آیت 60 کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"طاغوت وہ سرکش قوت ہے جو "الوہی" خصوصیت کی دعویدار ہو اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام تسلیم نہ کرے چناچہ اس سے معلوم ہوا کہ طاغوت کو حکمران بنانا کفر ہے کیونکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ طاغوت کو تسلیم نہ کریں اور اس کی اتباع نہ کریں...... بہر حال اس آیت میں بھی ایمان کی شرط کو بڑی باریکی سے بیان کیا گیا ہے کہ جو طاغوت کے فیصلے تسلیم

کرتے ہیں، وہ درحقیقت ایمان نہیں رکھتے بلکہ دائرہ ایمان وہی داخل ہوں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کریں، پوری رضامندی سے اس کی اطاعت کریں اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کردیں.....(مگر طاغوت کی طرف فیصلے لے جانے والے) کس قدر عجیب لوگ ہیں کہ ایک آن دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں اور دوسرے لمحے اس ایمان کو اپنے ناروا عمل سے منہدم کردیتے ہیں"۔ (تفسیر فی ظلال القرآن سورۃ النسآء)

بس معلوم ہوا کہ طاغوت دراصل اللہ تبارک وتعالیٰ کی الوہیت میں شراکت کا دعوے دار ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات تو خود اکیلے ہی الوہیت کا دعوے دار بن جاتا ہے۔ لہٰذا جو شخص مسلمان ہونے کا دعوے دار ہو، لیکن اپنے تنازعات میں فیصلے برضا ورغبت ان طواغیت سے کراتا ہو جو کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے بجائے اپنی وضعی قوانین کے مطابق فیصلے کرتے ہیں، تو فقہاء ومفسرین نے ایسے شخص کو بالاتفاق "کافر" قرار دیا ہے اور اس کا دعوئے ایمان کسی کام کا نہیں۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جو شخص طاغوت کی طرف فیصلہ لے کر جائے تو وہ "کافر" قرار پائے لیکن جو فیصلہ کرنے والا "طاغوت" ہو، وہ بہر حال مسلمان ٹھہرے اور اس پر کفر اطلاق نہ ہو۔ ایسا ہرگز نہیں! طاغوت اور اس سے تنازعات میں برضا ورغبت فیصلے کرانے والے، دونوں ہی "کافر" ہیں کہ جن کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی شخص کا ایمان اس وقت تک معتبر نہیں اور اس کے مال وجان کی اس وقت تک کوئی حرمت نہیں، جب تک وہ ان تمام معبودان باطل کا کفر نہ کرے جن کی اللہ کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی ہے اور ان کی اتباع کی جاتی ہے۔ اس کی وضاحت خود رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمائی:

"((ثم من قال لااله الا الله وكفر بما يعبد من دون الله حرم ماله ودمه وحسابه على الله)) (صحيح مسلم، ج:١، ص:٥٣، رقم الحديث:٢٣)

"جو شخص "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کا اقرار کرے اور اللہ کے سوا جن جن کی عبادت کی جاتی ہے اُن کا انکار کرے تو اُس کا مال وخون مسلمانوں پر حرام ہو گیا اور اس کے دل کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔"

کیا الحکم بغیر ما انزل اللہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا؟

انجینئر صاحب سورۃ المائدۃ کی آیت 44 کو نقل کرتے ہیں:

{ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ }

"جو لوگ اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی تو کافر ہیں"۔

اور اس پر یوں کلام کرتے ہیں:

"اب اس کی تفسیر صحابہ کرام نے کیا کی؟سب سے پہلے تو ہم نے وہاں سے تفسیر لینی ہے !حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد عملی کافر ہیں قانونی کافر نہیں۔ قانونی کافر وہ ہوتا ہے شریعت کو ماننے سے انکار کردے"۔

پھر انجینئر صاحب خارجیوں کی جانب سے گناہ کبیرہ کے مرتکب افراد کی تکفیر کے ضمن میں امت مسلمہ کے عقیدے کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

"امت مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک وہ کسی بات کا زبان سے انکار نہ کردے تب تک وہ کافر نہیں ہے"۔

شریعت میں "کفر اصغر" اور "کفر اکبر" کی تقسیم:

اصل بات یہ ہے کہ شریعت میں بعض اعمال ایسے ہیں کہ جن کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے مگر اس کے کرنے والے کو بہر حال مسلمان تسلیم کیا گیا اور ایسے کفر کو "کفر اصغر" کہا جاتا ہے۔اسی طرح بعض

اعمال ایسے ہیں جن کو نہ صرف صریح کفر سے تعبیر کیا گیا بلکہ ان کے کرنے والے کو کافر و مرتد قرار دیا گیا اور ایسی قسم کے کفر کو "کفر اکبر" کہا جاتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ الحکم بغیر ما انزل اللہ یعنی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق حکومت نہ کرنا آیا کفر اصغر میں شمار ہو گا یا کفر اکبر میں۔

اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والا صریح کافر ہے:

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر سلف صالحین نے اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے کو مطلقاً کافر قرار دیا ہے۔

چناچہ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ عبد اللہ بن طاؤس رحمہا اللہ روایت کرتے ہیں کہ:

کسی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے { وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ } "جو اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی لوگ تو کافر ہیں۔" کے بارے میں سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ھی کفر "یہی کفر ہے"۔ دوسرے جگہ الفاظ ہیں ھی بہ کفر "یہی تو اللہ کے حکم کا کفر ہے" ایک اور جگہ ان کے الفاظ ہیں کفی بہ کفر "یہی عمل اس کے کفر کے لئے کافی ہے"۔

اس روایت کو عبد الرزاق رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بھی اور امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں اور وکیع نے اخبار القضاۃ میں اس کو ذکر کیا ہے۔ چناچہ سند صحیح سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی قول ثابت ہے کہ انہوں نے الحکم بغیر ما انزل اللّٰہ کو "کفر مطلق" کہا ہے۔

(دیکھئے "رسالۃ فی الطواغیت" ابو عبد الرحمن الاثریؔ اور "امتاع النظر" ابو محمد عاصم المقدسیؔ)

اس بات کی تائید سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ہوتی ہے:

"عن مسروق قال كنت جالسا عند عبد الله فقال له رجل ماالسحت؟قال الرشا، فقال في الحكم؟قال ذاك الكفر، ثم قرأ: { وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ }۔"

(مسند ابی یعلیٰ، ج:۱۱ص:۲۹رقم:۵۱۴۳۔ مجمع الزوائد، ج:۴ص:۱۹۹۔المعجم الکبیر الطبرانی، ج:۸ص:۱۵۳رقم:۹۰۰۰۔شعب الایمان للبیہقی، ج:۱۱ص:۴۸۲رقم:۵۲۶۲۔السنن الکبریٰ للبیہقی، ج:۱۰ص:۱۳۹۔الابانۃ الکبریٰ لابن بطۃ، ج:۳ص:۱۲۵)

"مسروق سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تو ایک شخص نے اِن سے پوچھا السحت" سے کیا مراد ہے؟فرمایا : "رشوت"۔ پوچھنے والے نے کہا کہ اس کے ساتھ تحکیم کرنا کیسا ہے؟ فرمایا :"فیصلہ کرنا ہی تو کفر ہے" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "جو کوئی اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ تو کافر ہیں"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

"عن علی رضی اللہ عنہ انه سئل عن السحت؟فقال الرشاء فقيل له في الحكم قال ذاك الكفر"۔ (کنز العمال، ج:۲ص:۴۰۲)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ السحت" سے کیا مراد ہے؟انہوں نے کہا کہ رشوت۔اس نے کہا کہ اس کے ساتھ حکم کرنا کیسا ہے؟فرمایا "یہ کفر ہے"۔

جان لیجئے یہ آیات ہم مسلمانوں کے لئے بطور شریعت نازل ہوئی ہیں ۔یہ بہت بڑا مغالطہ ہے کہ یہ آیات صرف یہود و نصاریٰ کے لئے نازل ہوئی تھی۔یہ ہی بات کسی نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے کہی تو انہوں نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :

((عن همام قال كنا عند حذيفة فذكروا { وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ } فقال رجل من القوم ،ان هذا فی بنی اسرائيل فقال حذيفة رضی الله عنه نعم الاخوة لكم بنوا سرائيل ان كان لكم الحلوولهم المر، كلا والذی نفسی بيده حتی تحذوا السنة بالسنة حذو القذة بالقذة))

(الابانة الكبریٰ لابن بطة،ج:۳ص:۳۵رقم:۱۰۱۱۔تفسير ابن ابی حاتم،ج:۲۲ ص:۲۹۵رقم:۶۴۶۴۔مستدرك الحاكم،ج:۷ص:۳۵۰رقم:۳۱۷۵۔هذا حديث صحيح علی شرط الشيخين ولم يخرجاه)

"ہمام سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں ہم حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔پس ذکر ہوا اس آیت کے بارے میں کہ "جو کوئی اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہی لوگ تو کافر ہیں"۔پس کہا قوم میں سے ایک شخص نے کہ یہ آیات تو بنی اسرائیل کے متعلق نازل ہوئی تھی،تو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "کتنے اچھے بھائی ہیں تمہارے لئے بنی اسرائیل کہ میٹھا میٹھا سب تمہارے لئے اور کڑوا کڑوا سب ان کیلئے ہر گز نہیں! اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم انہی کے طریقے پر قدم بقدم چلوگے"۔

عظیم محدث امام ابو یعقوب بن اسحاق حنظلی رحمہ اللہ جو "ابن راہویہؒ" کے نام سے مشہور ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ہم پلہ امام ہیں،وہ فرماتے ہیں:

"اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جس نے اللہ کو یا رسول اللہ کو گالی دی یا "مَا اَنْزَلَ اللّٰہ " اللہ کے نازل کردہ دین میں سے کسی حکم کو رد کر دیا یا کسی نبی کو قتل کیا ہو گا اگرچہ وہ "مَا اَنْزَلَ اللّٰہ "(اللہ کی شریعت) کا اقرار بھی کر رہا ہو پھر بھی وہ کافر ہے۔"

(الصارم المسلول بحوالہ اکفار الملحدین،ص ۳۳۲)

چناچہ سلف وصالحین اور فقہاء کرام کے معروف دس (۱۰) "نواقض اسلام" یعنی وہ عقائد وافعال جن کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اس میں چوتھا یہ ہے کہ:

"جو شخص یہ سمجھے کہ کوئی ہدایت یا قانون نبی کریم ﷺ کی ہدایت اور شریعت و قانون سے جامع تر یا مکمل تر ہے یا یہ کہ کسی اور کا حکم و قانون آپ ﷺ کے حکم و قانون سے بہتر ہے مثلاً وہ شخص جو طاغوتوں کے حکم و قانون کو نبی کریم ﷺ کے فیصلے اور آپ ﷺ کے قانون پر ترجیح دے، تو ایسا شخص کافر ہے"۔

مفتی اعظم سعودی عرب شیخ عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ عقیدہ رکھنا کہ معاملات اور حدود میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کے حکم کے بغیر بھی فیصلہ کرنا جائز ہے خواہ اس کے حکم کو حکم شریعت سے افضل نہ بھی سمجھے تو بھی وہ کافر ہے' کیونکہ اس طرح اس نے ان امور کو حلال ٹھہرالیا جن کے بارے میں اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حرام قرار دیا ہے اور ہر وہ شخص جو ان امور کو حلال قرار دے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مثلاً زنا' شراب سود اور (دوسرے معاملات میں) اللہ تعالیٰ کی شریعت کے بغیر کسی اور قانون کے مطابق فیصلہ کرنا تو اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وہ یقینی کافر ہے"۔ (مقالات وفتاویٰ صفحہ ۹۸ تا ۱۰۷ یا ۱۱۶ '۱۱۸ '۱۱۹)

مشہور سلفی عالم دین شیخ امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولا شك أن من لم يحكم بشيء مماأنزل الله تعالى لا يكون الاغير مصدق ولانزاع فی كفره۔ أقول: فتدبر فی ہذالتفسير أن الذى لايحكم بجميع ماأنزل الله كافر باجماع المسلمين" (فتاویٰ الدین الخالص: المجلد٦)

"میں کہتا ہوں کہ: آیت مبارکہ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ } کی اس تفسیر پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جو شخص ہر چھوٹے بڑے

معاملے میں اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلہ نہ کرے، اس کے کافر ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے"۔

مشہور سعودی عالم دین شیخ محمد الصالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جس نے اللہ کی شریعت کو حقیر و معمولی سمجھ کر اس کے مطابق حکومت نہیں چلائی یا یہ عقیدہ رکھا کہ دوسرے نظریات و قوانین اسلام کی بنسبت زیادہ مفید اور موجودہ دور کے موافق ہیں، تو ایسا شخص کافر ہے، دین اسلام سے خارج ہے"۔
(المجموع العیثمین ص۱/۶۱)

بشمول انجینئر صاحب کے وہ علماء اور اسکالر جن کا مشغلہ ہی تشابہ آثار اور روایات سے کھیلنا ہوتا ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ موجودہ دور کے طواغیت کا دفاع کر سکیں اور ان کے اقتدار کو سند جواز عطا کر سکیں، وہ اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کے بارے میں مذکورہ بالا تمام واضح اور بین دلائل کو تو یکسر چھوڑ دیتے ہیں اور ان کو بیان کرنے کی بھی حاجت محسوس نہیں کرتے، جیسا کہ انجینئر صاحب نے اپنی تقریر میں کیا۔

لیکن صحابہ کرام کے اُن اقوال وروایات کو دلیل بناتے ہیں، جو کہ یا تو کسی مخصوص حالات کے پیش نظر کسی مخصوص گروہ سے مخاطب کرتے ہوئے کہے گئے یا پھر ان کا اطلاق کسی مخصوص حالت پر کیا گیا ہو۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول کفر دون کفر "کفر تو ہے مگر وہ کفر نہیں جس سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے) اور اسی طرح "انه لیس الکفر الذی تذهبون الیه"" کہ جو تم جو کفر مراد لے رہے ہو، وہ کفر نہیں ہے"۔ اور اسی قسم کے دوسرے اقوال شامل ہیں۔ اس بات کو بیان کرنے والے کوئی غیر معتبر علماء نہیں بلکہ یہ مسئلہ ان لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جن الراسخون فی العلم ہونے میں کوئی شک نہیں۔

چنانچہ علامہ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ "عمدة التفسیر" کی تعلیق میں فرماتے ہیں :

"ہمارے زمانے کے "گمراہ" لوگ جو عالم کہلاتے ہیں، ان کیلئے یہ آثار کھلونا بنے ہوئے ہیں ۔وہ ان آثار سے "وضعی قوانین" کے جواز کی دلیل لیتے ہیں جو آجکل اسلامی ممالک میں وضع کئے جارہے ہیں"۔

اوپر ذکر کردہ قول "کہ جو تم جو کفر مراد لے رہے ہو، وہ کفر نہیں ہے"۔

اوپر ذکر کردہ قول "کہ جو تم جو کفر مراد لے رہے ہو، وہ کفر نہیں ہے"، دراصل "خوارج" کے اس باطل استدلال اور غلط فہمی کا رد ہے، جس میں انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنے باہمی تنازعات واختلافات کے فیصلے کے لئے دو جلیل القدر صحابہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کرنے والا مقرر کرنے کی بناء پر ان حضراتِ صحابہ کے بارے میں یہ کہا تھا کہ یہ حکمتم الرجال "یعنی تم نے انسانوں کو فیصلے کرنے کا اختیار دیدیا ہے"۔ حالانکہ ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ خوارج کی یہ رائے غلط تھی، اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف بالفرض اگرچہ ایک دوسرے پر ظلم کا سبب بھی بنا ہو مگر کفر نہیں تھا کہ انہیں ملت سے خارج کر دیتا۔ چناچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول میں "تذھبون الیہ" کا جملہ دراصل خوارج اور ان کے متبعین سے خطاب ہے۔ لہٰذا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول ان آیات کی تفسیر نہیں بلکہ خوارج کی غلطی کی نشاندہی اور اصلاح کے لئے ہے۔

اسی طرح "کفر دون کفر" اور اس قسم کے دوسرے اقوال کا اطلاق دراصل اس مخصوص حالت پر ہوتا ہے کہ جس میں فیصلہ کرنے والا اللہ کے نازل کردہ کلام کو برحق مانے اور اس سے روگردانی کو موٗجب کفر سمجھے مگر کسی جزوی یا انفرادی مسئلے میں نفسانی خواہش سے مغلوب ہو کر شریعت سے ہٹ کر بیٹھے ۔چناچہ ایسے شخص پر "کفر" کا فتویٰ لاگو نہیں ہو گا۔ اس مسئلے کو بھی کسی "غیر معتبر اور گمنام علماء" نے بیان نہیں کیا بلکہ اس مسئلے کو بیان کرنے والے بھی وہ علماء ہیں جن کے علم و فضل کی دنیا معترف ہے۔

سعودی عرب کے سابق مفتی عام اور وہاں کے کبار علماء شیخ مفتی محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمہ اللہ اس مسئلے پر فرماتے ہیں:

"ناممکن ہے کہ شریعت کے ماسوا قانون چلانے والے کو اللہ "کافر" کہے اور وہ کافر نہ ہو۔لازماً وہ کافر ہے، چاہے وہ کفر عملی کی بناء پر کافر ہو، چاہے کفر اعتقادی کی بناء پر۔بس جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول اس آیت کی تفسیر میں بروایت طاؤس وغیرہ وارد ہوا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حاکم بغیر ماانزل اللہ کفر کا مرتکب تو ہوتا ہے چاہے وہ اعتقادی کفر ہو جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور چاہے وہ عملی کفر ہو جو ملت سے خارج نہیں کرتا۔جہاں تک پہلی قسم یعنی کفر اعتقادی کا تعلق ہے تو اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں"۔

پھر شیخ مفتی محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلے کرنے والوں کی چھ اعتقادی قسموں کو بیان کرتے ہیں جو کہ دین اسلام سے ایک شخص کو خارج کر دیتی ہیں۔اس کے بعد فرماتے ہیں:

"رہی کفر کی وہ قسم جس کا ایک حاکم بغیر ماانزل اللہ مرتکب ہو سکتا ہے تو وہ قسم ہے جو انسان کو ملت سے خارج نہیں کرتی۔پیچھے یہ بات گزر چکی ہے کہ { وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ } کی عبد اللہ بن عباس نے جو تفسیر کی ہے اس میں کفر کی یہی قسم آتی ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "کفر دون کفر"یعنی یہ کفر ہے مگر بڑے کفر سے کمتر قسم کا کفر ہے۔اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول لیس الکفر الذی تذهبون الیه" یہ وہ کفر نہیں جو تم مراد لیتے ہو"......تو وہ یہی ہے کہ قاضی اپنی کسی خواہش نفس کی بناء پر کسی ایک مقدمے میں اللہ کی شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کر دے جبکہ اس کا اعتقاد بدستور یہی رہے کہ حق تو اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے اور یہ تسلیم بھی کرے کہ اس نے غلط کیا ہے اور حق سے پہلو تہی کر بیٹھا ہے۔چنانچہ اس فعل کی بنیاد پر وہ جس کفر کا مرتکب ہوتا ہے اس

سے ملت سے خارج نہیں ہوتا، پھر بھی اس کا یہ گناہ ایک عظیم ترین معصیت ہے اور زناء ،شراب نوشی، چوری اور جھوٹی قسمیں اٹھانے جیسے کبائر سے زیادہ بڑا گناہ ہے"۔

شیخ عمر اشقر حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"کسی قاضی یا حکمرانِ وقت کا کوئی ایسا وقتی فیصلہ جو اس نے اپنی خواہش یا ضرورت سے مغلوب ہو کر کیا ہو جبکہ بقیہ تمام فیصلوں میں وہ اللہ اور اس کے رسول ا کے احکامات کا پابند ہو، اس سے آدمی اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔" (بحوالہ العقیدۃ فی اللہ ص۲۸،۲۹)

اسی طرح مشہور سلفی عالم دین شیخ امین اللہ پشاوری حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"خوب جان لو! شریعت الٰہی سے ہٹ کر فیصلہ کرنے والوں کی دو اقسام ہیں :

پہلی قسم:

وہ شخص جو اسلام کا اقرار کرتا ہو اور اس کا ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا ہے وہ حق و سچ ہے اور اسے ہر دوسری شریعت پر ہر اعتبار سے فضیلت حاصل ہے۔ لیکن پھر بھی یہ شخص اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہوئے یا عصبیت کے جذبے سے مغلوب ہو کر کسی "جزوی و انفرادی" مسئلے میں شریعت سے ہٹ کر فیصلے کر بیٹھے اور اس پر (فخر کے بجائے)شرمندگی بھی محسوس کرے اور یہ اعتقاد بھی رکھے کہ میرا یہ فعل قطعی غلط ہے۔ ایسے شخص کو دین سے نکلے ہوئے خارجیوں کے سوا کوئی کافر نہیں کہتا اور مفسرین نے بھی آیت { وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ } کے ذیل میں اگر شریعت سے ہٹ کر فیصلہ کرنے کو کافر کہنے سے احتراز کیا ہے تو وہ اسی قسم کے لوگوں کا تذکرہ کر رہے ہوتے تھے۔

دوسری قسم:

وہ شخص جسے مکمل قدرت واختیار حاصل ہو، اللہ نے اسے حکومت واقتدار بخشا ہو اور اگر وہ چاہے تو ایک دن کے اندر اندر تمام حکومتی عہدیداروں کو معزول کر دے......پھر اس کے باوجود وہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرے، نہ اس بارے میں سوچے، نہ اس کے لئے سعی کرے اور اُلٹا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق لوگوں پر حکومت کرے، اگرچہ وہ بالکلیہ شریعت سے متصادم ہوں یا ان کی اکثریت خلافِ شرع ہو۔ نیز یہ شخص شریعت کے کسی حکم کو تب ہی باقی رکھے جب کہ وہ اس کی خواہشات سے نہ ٹکرائے، مثلاًلوگوں سے زکوٰۃ، عشر اور خراج وغیرہ وصول کرنے کا حکم باقی رکھے (کیونکہ اس کے نتیجے میں حکومت کو بہت سے اموال حاصل ہوتے ہیں)۔اسی طرح وہ ایسے شرعی احکام باقی رکھنے پر بھی راضی ہو جس کی گنجائش وہ اپنے "کفری انسانی قانون" میں پائے، لیکن وہ ان شرعی احکام کو یہ سمجھ کر باقی نہ رکھ رہا ہو کہ یہ اللہ کا حکم ہیں (کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ مکمل احکام نافذ کرتا)، بلکہ محض اس لئے باقی رکھ رہا ہو کہ یہ احکامات اس کے (مذموم) مقاصد میں کوئی خاص رکاوٹ نہیں ڈالتے۔ کچھ شک نہیں کہ ایسا کرنے والا شخص کافر ومرتد ہے اور اسلام سے خارج ہے۔ ان کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان صادق آتا ہے کہ:((حتی تروا منھم کفراً بواحاً))یعنی "بلا شبہ یہ شخص کفربواح کا مرتکب کافر ہے اور اس کو توبہ کی دعوت دینے کے بعد قتل کرڈالنا واجب ہے"۔

(فتاویٰ الدین الخالص، المجلد ۲، ص:۱۶۳)

بس ثابت ہوا کہ س حکمران کا شیوہ ہی اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلے کرنا ہو، وہ "کفر بواح" کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔ لہٰذا ایسا حاکم جو "کفر بواح" مرتکب ہو وہ مسلمانوں پر حکومت کرنے کا اہل نہیں رہتا بلکہ واجب العزل ہو جاتا ہے اور اس کے خلاف قتال کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"فَلَوْ طَرَأَ عَلَيْهِ كُفْر وَتَغْيِير لِلشَّرْعِ أَوْ بِدْعَة خَرَجَ عَنْ حُكْم الْوِلَايَة، وَسَقَطَتْ طَاعَته، وَوَجَبَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الْقِيَام عَلَيْهِ ، وَخَلْعه وَنَصْب إِمَام عَادِل إِنْ أَمْكَنَهُمْ ذَلِكَ، فَإِنْ لَمْ يَقَع ذَلِكَ إِلَّا لِطَائِفَةٍ وَجَبَ عَلَيْهِمْ الْقِيَام بِخَلْعِ الْكَافِر ، وَلَا يَجِب فِي الْمُبْتَدِع إِلَّا إِذَا ظَنُّوا الْقُدْرَة عَلَيْهِ، فَإِنْ تَحَقَّقُوا الْعَجْز لَمْ يَجِب الْقِيَام ، وَلْيُهَاجِرْ الْمُسْلِم عَنْ أَرْضه إِلَى غَيْرهَا، وَيَفِرّ بِدِينِهِ" (شرح النووی ؒ علی مسلم ؛ج:٦،ص:٣١٤ رقم:٣٤٢٧)

"اگر کوئی حکمران کفر کا ارتکاب کرے، یا شریعت میں کوئی ردوبدل کرے، یا کوئی بدعت جاری کرے تو وہ بطور حکمران باقی نہیں رہتا، اس کی اطاعت "ساقط" ہو جاتی ہے اور مسلمانوں پر واجب ہو جاتا ہے کہ اگر وہ قدرت رکھتے ہوں تو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور اسے ہٹا کر اس کی جگہ کوئی عادل حکمران مقرر کریں۔ نیز اگر پوری امت میں سے محض کوئی ایک گروہ یہ قدرت رکھتا ہو تو اس گروہ پر واجب ہو گا کہ وہ اس کافر حاکم کو اس کے منصب سے ہٹائے۔ یہ تو کافر حکمران کا معاملہ تھا، رہا بدعتی حکمران کو ہٹانا، تو تبھی واجب ہو گا جب اس بات کا غالب امکان ہو کہ اس پر غلبہ پالیا جائے گا۔ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ مسلمان (بدعتی حکمران کے خلاف) اتنی قدرت بھی نہیں رکھتے تو ایسے حکمران کے خلاف خروج واجب نہیں ہو گا۔ ایسی صورت میں ایک مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے دین کو بچاتے ہوئے اس سرزمین سے نکل جائے"۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"خلاصہ کلام یہ کہ اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے کہ حکمران کفر کی بناء پر (از خود) معزول ہو جاتا ہے اور ہر مسلمان پر اس کے خلاف خروج میں حصہ ڈالنا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر جو اس کی قدرت رکھے اور اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہو وہ ثواب کا مستحق ہو گا، اور جو کوئی (قدرت کے باوجود) مداہنت و مصالحت کا رویہ اپنائے وہ گناہ گار ٹھہرے گا اور جو کوئی اس کافر حکمران کے خلاف اٹھنے کی قدرت نہ رکھے، اس پر واجب ہے کہ وہ اس سرزمین سے ہجرت کر جائے"۔ (فتح الباری، ١٣/١٢٣)

عقل والوں کے لئے ان دلائل میں کھلی نشانیاں ہیں!

اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مقابلے میں وضعی قوانین کا نفاذ کرنا صریح ترین کفر وارتداد ہے:

وہ شخص جو کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرتا ہوں تو ایسے شخص کے بارے میں ہم سمجھ چکے کہ وہ شخص دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے، تو اس شخص کا کفر کتنا قبیح اور بھیانک ہو گا جو کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مقابلے میں مستقلاً اپنے قوانین بنائے اور اس کے لئے ایک آئین و دستور وضع کرے اور پھر اس آئین و دستور کو پوری قوت کے ساتھ نافذ کرے!

جان لیجئے اللہ کی صفت حاکمیت میں اس سے بڑھ کر کوئی شرک نہیں کہ اس کے نازل کردہ قوانین کے مقابلے میں ایک الگ نظام قانون وضع کیا جائے اور لوگوں کو قوت کے ساتھ اس پر چلنے پر مجبور کیا جائے۔

علامہ شنقیطی رحمہ اللہ سورۃ الکہف کی آیت:

{ وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا } (سورۃالکہف:۲۶)

"اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔"

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اللہ کے حکم میں کسی بھی قسم کے احکام کی آمیزش نہ کرے، حکم صرف اور صرف اللہ ہی کا "تسلیم" کرے۔ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بھی حکم، جو فیصلہ اللہ نے کر دیا ہے اسے بغیر کسی ملاوٹ کے "تسلیم" کرنا ہے۔ اللہ کے فیصلوں میں سب سے پہلا فیصلہ ہے اس کے بنائے اور نازل کئے ہوئے قوانین کے مقابلے میں جو لوگ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی اتباع کرتے ہیں، جو کہ دراصل شیطانی قوانین ہیں جو اس نے اپنے متبعین کے ذریعہ بنوائے ہیں، یہ سراسر اللہ کی شریعت

کے خلاف ہیں اور ان کی تابعداری کرنے والے بلا شک و شبہ کافر ہیں، اللہ نے ان کی بصارت و بصیرت (دونوں) چھین لی ہے۔ یہ لوگ وحی الٰہی کے نور سے مکمل طور پر محروم ہیں"۔ (اضواء البیان ۸۲/۴۔۸۳)

چنانچہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس عنوان کے ثبوت میں "اجماعِ علماءِ اسلام" کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وفی ذلك كله مخالفة لشرائع الله المنزلة على عباده الأنبياء عليهم الصلاة والسلام ،فمن ترك الشرع المحكم المنزل على محمد بن عبد الله خاتم الأنبياء وتحاكم الى غيره من الشرائع المنسوخة كفر،فكيف بمن تحاكم الى الياسق وقدمها عليه؟من فعل ذلك كفر باجماع المسلمين" (البداية والنهاية،ج:١٣،ص:١٣٩)

"یہ تمام (خود ساختہ) قوانین ان شریعتوں کی مخالفت سے پر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائیں۔ پس جو شخص بھی خاتم الانبیاء محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل کردہ محکم شریعت کو چھوڑ کر اپنے فیصلوں کے لئے کسی منسوخ شدہ شریعت کے طرف گیا، اُس نے کفر کیا۔ (پس جب رب ہی کی نازل کردہ کسی سابقہ شریعت کو فیصل ماننا بھی کفر ہے) تو پھر "یاسق" جیسی (خود ساختہ) کتاب کی طرف فیصلے لے کر جانا اور اسے شریعت محمدی ﷺ پر مقدم جاننا کتنا سنگین جرم ہوگا؟ بلا شبہ جو شخص بھی ایسا کرتا ہے، اس کے مرتکبِ کفر ہونے پر امت کا اجماع ہے"۔

اسی طرح علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ { اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ } (المائدۃ:۵۰) "(اگر یہ اللہ کے قانون سے منہ موڑتے ہیں) تو کیا پھر یہ جہالت کے حکم اور فیصلے کے خواہش مند ہیں؟" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت کر رہا ہے جو اس کے ایسے احکام کو چھوڑ رہے ہیں جن میں ہر قسم کا خیر ہے، ہر قسم کے شر سے روکنے والے ہیں، ایسے احکام کو چھوڑ کر لوگوں کی

خواہشات، ان کی آراء اور "خود ساختہ اصطلاحات" کی طرف جاتے ہیں، جس طرح دورِ جاہلیت کے لوگ اسی طرح کے جاہلانہ اور گمراہ کن احکامات کو نافذ کرتے تھے جو انہوں نے اپنی خواہشات اور آراء سے بنائے ہوئے ہوتے تھے اور جس طرح کے فیصلے اور احکامات تاتاری کرتے تھے جو انہوں نے اپنے بادشاہ چنگیز خان سے لئے تھے۔ چنگیز خان نے تاتاریوں کے لئے "یاسق" وضع کیا تھا۔ یاسق اس "مجموعہ قوانین" کا نام ہے جو چنگیز خان نے مختلف مذاہب، یہودیت، نصرانیت اور اسلام وغیرہ سے لے کر مرتب کیا تھا۔ اس میں بہت سے ایسے احکام بھی تھے جو کسی مذہب سے ماخوذ نہیں تھے وہ محض چنگیز خان کی خواہشات اور اس کی صوابدید پر مبنی تھے۔ یہ کتاب بعد میں قابل اتباع قرار پائی اور وہ اس کتاب کو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر بھی مقدم رکھتے تھے۔ ان میں سے جس جس نے بھی ایسا کیا ہے وہ کافر ہے، واجب القتل ہے جب تک کہ توبہ کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی طرف نہ آئے اور ہر قسم کا چھوٹا بڑا فیصلہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق نہ کرے۔" (تفسیر ابنِ کثیرؒ ج:۲ص:۶۸)

شیخ حامد الفقی رحمہ اللہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان تاتاریوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو انگریزوں کے قوانین اپناتے ہیں اور اپنے مالی، فوجداری اور عائلی معاملات کے فیصلے ان کے مطابق کرتے ہیں اور ان انگریزی قوانین کو اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر مقدم رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ بغیر کسی شک وشبہ کے مرتد اور کافر ہیں جب تک وہ اس روش پر برقرار ہیں اور اللہ کے حکم کی طرف رجوع نہیں کرتے وہ اپنا نام کچھ بھی کیوں نہ رکھ لیں، انہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور وہ اسلام کے ظاہری اعمال میں سے جتنے چاہیں عمل کر لیں، وہ سب کے سب بیکار ہیں جیسے نماز، روزہ اور حج وعمرہ وغیرہ" (فتح المجید:۸۳۸)

مشہور سعودی عالم دین شیخ محمد الصالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جس نے اللہ کی شریعت کو حقیر و معمولی سمجھ کر اس کے مطابق حکومت نہیں چلائی یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ دوسرے نظریات و قوانین اسلام کی بنسبت زیادہ مفید اور موجودہ دور کے موافق ہیں تو ایسا شخص کافر ہے دین اسلام سے خارج ہے ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو خلاف اسلام قوانین بناتے ہیں اور لوگوں کو ان پر عمل کی تاکید کرتے ہیں یہ لوگ شریعت کو چھوڑ کر خود اس لئے قوانین بناتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ شریعت سے زیادہ مفید اور حالات کے لئے موزوں ہیں یہ ہم اس بنیاد پر کہہ رہے ہیں کہ انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ ایک طریقہ چھوڑ کر دوسرا طریقہ تب اپناتا ہے جب وہ اسے پہلے والے سے بہتر نظر آتا ہو یا پہلے والے میں کو نقص یا سقم نظر آیا ہو۔" (المجموع العیثمین ص۶۱/۱)

مشہور سعودی عالم دین ڈاکٹر سفر بن عبد الرحمن الحوالی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"لادین حکمران اللہ کے نازل کردہ دین کی بجائے نیا نظامِ حکومت، نئے قوانین بناتے ہیں، اس کو صرف "بے دینی" کی زندگی گزارنا کہتے ہیں؛ در حقیقت یہی تو وہ نظامِ جاہلیت ہے (جسے ختم کرنے کے لئے اسلام کا ظہور ہوا تھا اور) جس کی اسلام کے ساتھ مطابقت ناممکن ہے، چناچہ اسے دائرہ اسلام میں لانا کسی بھی صورت جائز نہیں۔ اس لئے قرآن نے اس کی واضح تردید کی ہے"۔ (العلمانیۃ۔ ص۶۸۱)

شیخ عبد الرزاق عفیفی حفظہ اللہ فرماتے ہیں :

"جو شخص خود کو مسلمان کہتا ہو اسلام کے احکام سے واقف ہو پھر لوگوں کے لئے خود قوانین وضع کرے، ان کے لئے کوئی نظام بنائے تاکہ لوگ اس کے مطابق زندگی گزاریں، اس کے مطابق فیصلے کریں اور وہ شخص جانتا ہو کہ یہ قوانین اسلامی احکام کے مخالف ہیں، تو ایسا شخص کافر ہے اور ملت اسلامی سے خارج ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی (کافر ہو جاتا ہے) جو اس مقصد کے لئے کمیٹی تشکیل دیتا ہے یا لوگوں کو حکم یا رائے دیتا ہے کہ ان قوانین یا نظام کو اپنائیں حالانکہ اسے معلوم ہے کہ یہ اسلام کے خلاف ہیں"۔

(شبہات حول السنۃ ورسالۃ الحکم بغیر ما انزل ص ۶۳ طبعۃ دار الفضیلۃ)

سعودی عرب کے سابق مفتی عام شیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"لوگوں کے بنائے ہوئے قوانین کو جو کہ دراصل شیطان کے نازل کردہ ہیں، محمد ﷺ پر نازل شدہ قوانین پر ترجیح دینا یا اس کے ہم پلہ سمجھنا واضح، صریح اور بڑا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر قوانین نازل ہی اس لئے کئے تھے کہ سارے جہاں میں انہیں نافذ کر دیں، تمام متنازعہ اُمور کے فیصلے اس دین کے ذریعہ سے ہوں جیسا کہ ارشاد ہے: {فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَالِكَ خَيْرٌ وَّ أَحْسَنُ تَأْوِيْلاً} (سورۃ النساء آیت:۵۸) "اگر کسی معاملہ میں تمہارا آپس میں تنازعہ واختلاف ہو جائے تو اسے اللہ و رسول اکی طرف لوٹا دو اگر اللہ و آخرت پر تمہارا ایمان ہو؟" (رسالۃ تحکیم القوانین)

مالاکنڈ ڈویژن کے مشہور اور دیوبند مکتبہ فکر عالم ربانی مولانا ولی اللہ کابل گرامیؒ شہید رحمہ اللہ، پاکستان کے کفری دستور کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وهم يدعون أنها دولة اسلامية، بل هي حصن الاسلام۔ وأما في نفس الأمر ،فلست دولة باكستان دولة اسلامية، ولا دار اسلام لأن دستورها دستور كفري، وبالصلوة والصيام واقامة الجمعة والأعياد لا تكون اسلامية، والا فتكون دول أوروبا وأمريكا وغيرها دولة اسلامية بعين هذا الدليل{ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ يَقُوْلُوْنَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ } (آل عمران:۱۶۷) "۔

(اعلام الأعلام بمفهوم الدين والاسلام أورفع الحجاب عن مضار الجمهورية والانتخاب، ص:۳۳۳تا۳۳۴)

"وہ (لوگ جو) بالعموم دعویٰ کرتے ہیں کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست بلکہ "اسلام کا قلعہ" ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ارباب حکومت کچھ بھی کہیں، نہ تو پاکستان ایک اسلامی ملک

ہے،نہ ہی یہ کسی طرح "دارالاسلام" کہلا سکتا ہے، کیونکہ اس کا دستور ایک "کفری دستور" ہے۔ محض نماز، روزے اور جمعہ وعیدین کی ادائیگی سے کوئی خطہ دار الاسلام نہیں بن جاتا، وگرنہ تو عین اسی دلیل کی بناء پر یورپ اور امریکا کے بھی بہت سے علاقے دارالاسلام قرار پائیں گے۔(ایسی دلیلیں دینے والوں کے بارے میں قرآنی حکم یہ ہے کہ)"یہ اُس دن ایمان کی نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہیں اور جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اللہ اس سے خوب واقف ہے"۔

ایک اور جگہ پاکستانی عدالتوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وأسوأ من ذلك كله وأسخطه عند الله عزوجل وعند المؤمنين حكمهم وقضائهم فى جمع المحاكم ومن جميع قضاتهم بالقوانين الوضعية الكفرية، وأقضاهم عندهم من كان متخصصاً فى تلك القوانين،فيكون هوقاضي القضاة عند الحكومة، وأما وكلا ئهم {فَوَيۡلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتۡ أَيۡدِيهِمۡ وَوَيۡلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكۡسِبُونَ} (البقرة:٧٩)"

(اعلام الأعلام بمفهوم الدين والاسلام أو رفع الحجاب عن مضار الجمهورية والانتخاب،ص:١١٨۔١٢٣)

"پھر ان سب سے بدتر اور ان سب سے بڑھ کر اللہ عزوجل کو ناراض کرنے والا اور اہل ایمان کو دکھ دینے والا جرم یہ ہے کہ ان تمام عدالتوں کے تمام جج اپنے تمام تر فیصلے "انسانوں کے وضع کردہ کفریہ قوانین" کے مطابق کرتے ہیں۔ ان میں سے جو شخص اس کفری قانون میں جتنی مہارت رکھتا ہو ،اسے یہ اتنا ہی بڑا جج سمجھتے ہیں اور ایسے ہی فرد کو اپنا "چیف جسٹس" بناتے ہیں اور جہاں تک ان کے وکلا کا تعلق ہے تو (بالفاظ قرآنی){بربادی ہے ان کے لئے کیونکہ یہ اپنے ہاتھ سے (وضعی قوانین)لکھتے ہیں اور بربادی ہے ان کے لئے اس کمائی کے سبب جو یہ کماتے ہیں }(البقرۃ:۷۹)......"

مولانا صدرالدین اصلاحی رحمہ اللہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب "نظام طاغوت سے برأت" میں سورۃ المائدۃ کی آیت { وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ } کے ذیل میں فرماتے ہیں:

"جب غیر الٰہی قوانین کے مطابق فیصلہ کرنا ظلم اور فسق اور کفر کا کام ہے تو اندازہ فرمائیے کہ قوانین الٰہی کے مقابلے میں "آئین و قانون" بنانے والا کس زمرے میں شمار ہو گا؟ ایسے ہی لوگ تو ہیں جنہیں "طاغوت" کا لقب دیا گیا ہے: { يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ } "یہ چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ اُس کا انکار کریں"۔ کھلی بات ہے کہ اس طاغوت سے (صرف) ابلیس نہیں مراد ہے، بلکہ وہ یہودی سردار ہیں (جیسے کعب بن اشرف وغیرہ) جو خود ساختہ اصولوں کے مطابق لوگوں کے فیصلے کیا کرتے تھے، حالانکہ اللہ کا قانون ان کی بغل میں موجود تھا"۔ (نظام طاغوت سے برأت، ص:۱۷تا۲۰)

(۳)

تمسک فی الدین کی بنیاد پر مسلمانوں کا خون بہانے والا کافر ہو گا یا منافق؟

انجینئر صاحب کے بقول:

"یہ سات ان کے بڑے بڑے جرائم ہیں کہ جن کی وجہ سے ایک ایسا "جوشیلا طبقہ" ہے جو ان تمام حکمرانوں کو اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والے اداروں کو، فوج کو، رینجرز کو اور پولیس کو، ان سب کو وہ طبقہ یہ کہتا ہے کہ یہ سب کے سب "کافر" ہیں"۔

لیکن جب ان موجودہ حکمرانوں کا "کافر و مرتد" ہونا ثابت ہو چکا تو پھر جو کوئی ان طواغیت کا دفاع کرے، ان کی حکومت کو تحفظ فراہم کرے اور ان کے خلاف کھڑے ہونے والوں تہہ تیغ کرے تو اس کا شرعی حکم واضح ہے کہ وہ طواغیت کے ساتھی اور مددگار ہونے کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے اور کافر و مرتد قرار پائے۔ لہٰذا ان جان کی کوئی حرمت باقی نہ رہی اور ان کا مال و متاع دوسرے مسلمانوں کے حلال قرار دے دیا گیا۔ چناچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس مسئلے کو بڑے ہی واضح الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:

"وَإِذَا كَانَ الْمُحَارِبُوْنَ الْحَرَامِيَّةُ جَمَاعَةٌ، فَالْوَاحِدُ مِنْهُمْ بَاشَرَ الْقَتْلَ، وَالْبَاقُوْنَ لَهُ أَعْوَانٌ وَ رِدْئٌ لَهُ، فَقَدْ قِيْلَ: إِنَّهُ يُقْتَلُ الْمُبَاشِرُ فَقَط، وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰى أَنَّ الْجَمِيْعَ يُقْتَلُوْنَ، وَلَوْ كَانُوْا مِائَةً، وَ أَنَّ الرِّدْءَ وَالْمُبَاشِرَ سَوَاءٌ، وَهٰذَا هُوَ الْمَأْثُوْرُ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّشِدِيْنَ ، فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ رَبِيْئَةَ الْمُحَارِبِيْنَ " (مجموع الفتاوی: ج٦ص٣٨٣)

"جب اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے والے (مُحَارِبُوْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہٗ) اور کسی شخص کو ناجائز قتل کرنے والے افراد ایک پوری جماعت اور گروہ کی شکل میں ہوں اور

ایک ان میں سے اصل ذمہ دار، سرکردہ اور سرغنہ ہو۔باقی افراد اس کے معاون، مددگار اور چیلے چمچے ہوں۔ تو اس بارے میں ایک قلیل اور شاذ قسم کی رائے یہ ہے کہ صرف بڑے سرغنہ کو ہی بدلے میں قتل کیا جائے گا اور اس کے معاونین اور حامیوں کو چھوڑ دیا جائے گا ۔جبکہ علماء اسلام ،فقہاء عظام اور محدثین کرام میں سے اکثر وبیشتر کا فتویٰ یہی ہے کہ وہ (سرغنہ لیڈر اور اس کے معاونین) سب کے سب قتل کر دیے جائیں گے ،اگرچہ ایک قتل میں سو افراد شریک ہوں ۔اس لیے کہ سرکردہ لیڈر و قائد اور اس کے حامی و مددگار اس بارے میں ایک دوسرے کے ساتھ جرم میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ خلفائے راشدین سے بھی یہی موقف منقول ہے۔ خلیفہ ثانی، مرادِ رسول سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے محاربین (ڈاکوؤں اور لٹیروں) میں شامل اس شخص کو بھی قتل کروایا تھا جو کسی اونچی جگہ بیٹھ کر فقط قتل وغارت کرنے والے گروہ کو معلومات فراہم کر رہا تھا۔اور ان کے لیے ریکی (جاسوسی) کر رہا تھا"۔

چنانچہ جو کوئی طواغیت کے دفاع میں اہل ایمان سے جنگ کرے اور اسے کے جان کے در پے ہو تو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اُس کے بارے میں فرماتے ہیں :

"أَمَّا إِذَا قَتَلَهُ عَلٰى دِيْنِ الإِسْلَامِ :مِثْلُ مَا يُقَاتِلُ النَّصْرَانِيُّ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى دِيْنِهِمْ ،فَهَذَا كَافِرٌ شَرٌّ مِّنَ الْكَافِرِ الْمُعَاهَدِ ،فَإِنَّ هَذَا كَافِرٌ مُحَارِبٌ بِمَنْزِلَةِ الْكُفَّارِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ، وَهٰؤُلَاءِ مُخَلَّدُوْنَ فِي جَهَنَّمَ كَتَخْلِيْدِ غَيْرِهِمْ مِنَ الْكُفَّارِ "۔ (مجموع الفتاوی:ج۹ص۹۱)

"اور کوئی شخص کسی مسلمان (یا مجاہد) کو "دین اسلام" پر چلنے کی بنیاد پر قتل کر دیتا ہے جیسا کہ عیسائی مسلمانوں سے ان کے دین اور تہذیب کی بنیاد پر ہی جنگ کرتے ہیں(دہشت گردی کے خلاف جنگ کا واضح فریب دیا جاتا ہے) تو ایسا شخص کہ جو محض دین اسلام کی بنیاد پر کسی مسلمان کو قتل کرے وہ کافر ہے۔ دین اور تہذیب کی بنیاد پر کسی مسلمان کو قتل کرنے والا کافر، اس کافر سے زیادہ خطرناک ہے جس کے ساتھ جنگ نہ کرنے کا باہمی عہد

وپیمان طے کیا ہوا ہے اس قسم کا کافر بالکل ان کافروں کی طرح ہی سمجھا جائے گا جو نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جنگ وقتال کیا کرتے تھے۔اس قسم کے کفار ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جس طرح دیگر کافروں کا یہی حکم ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے"۔

بس جو کوئی مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے اور پھر کافروں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ میں کافروں کا ساتھ دے اور اس جنگ کی ان کی مدد و نصرت کرے تو اس کے بارے میں اکابر دیوبند مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قتل مسلم کی دوسری صورت یہ ہے کہ اس فعل کو حلال سمجھے اور اس پر نادم اور متاسف نہ ہو، مثلاً کوئی مسلمان فوجی ہو اور وہ یہ سمجھے کہ لڑائی لڑنا ہی ہمارا کام ہے، مسلمان سامنے ہوں گے تو ان ہی سے لڑیں گے۔یعنی مسلمانوں پر تلوار اٹھانا کوئی گناہ کی بات نہیں۔یا یوں سمجھے کہ ہمارے مالکوں کا یہی حکم ہے، ہم نے ان کا نمک کھایا ہے اس لئے ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیے ۔یعنی اگر کوئی اپنا نمک کھلا کر حکم دے کہ مسلمانوں کا قتل کردو (جیسا کہ فی زمانہ ہو رہا ہے) تو قتل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، تو اس صورت میں تمام امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ وہ شخص "قطعاً وحتماً کافر" ہے۔یعنی اس کفر کا مرتکب ہوا ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے ۔اس کا حکم شرعاً یہی ہوگا جو تمام کفار و مشرکین کا ہے ، دنیا میں بھی اور عاقبت میں بھی۔کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اس (شخص) کو مسلمان سمجھے اور اُس سلوک کا حقدار کہے جو مسلمانوں کو مسلمانوں کے ساتھ کرنا چاہیے۔

"قتل مسلم کی تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی مسلمان کافروں کے ساتھ ہو کر ان کی فتح و نصرت کے لئے مسلمانوں سے لڑے یا لڑائی میں ان (کفار) کی اعانت کرے ، اور جب مسلمانوں اور غیر مسلموں میں جنگ ہو رہی ہو تو وہ غیر مسلموں کا ساتھ دے۔یہ صورت اس جرم کے کفر و عدوان کی انتہائی صورت ہے اور "ایمان کی موت" اور اسلام کے نابود

ہونے کی ایک ایسی اشد حالت ہے جس سے زیادہ کفر و کافری کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا کے وہ سارے گناہ، ساری معصیتیں، ساری ناپاکیاں، ہر طرح و ہر قسم کی نافرمانیاں جو ایک مسلمان اس دنیا میں کر سکتا ہے یا ان کا وقوع دھیان میں آسکتا ہے، سب اس کے آگے ہیچ ہیں۔ جو مسلمان اس کا مرتکب ہو، وہ قطعاً کافر ہے اور "بدترین قسم کا کافر" ہے۔ اس کی حالت کو قتل مسلم کی پہلی صورت پر قیاس کرنا درست نہ ہو گا۔ اس نے صرف قتل مسلم ہی کا ارتکاب نہیں کیا، بلکہ اسلام کے خلاف دشمنان حق کی اعانت و نصرت کی ہے، اور یہ بالاتفاق بالاجماع کفر صریح اور قطعی مخرج من الملۃ ہے۔ جب شریعت ایسی حالت میں غیر مسلموں کے ساتھ کسی طرح کا علاقۂ محبت رکھنا بھی جائز نہیں رکھتی تو پھر صریح اعانت فی الحرب (جنگ میں مدد و نصرت) اور حمل السلاح علی المسلم (مسلمان پر ہتھیار اٹھانے) کے بعد کیونکر ایمان و اسلام باقی رہ سکتا ہے!"

(قتل مسلم، ص ۵۰۱ تا ۵۰۲ از کتاب معارف مدنیؒ افادات مولانا حسین احمد مدنیؒ، جمع و ترتیب مولانا مفتی عبد الشکور ترمذی)

کیا موجودہ دور کے طواغیت کو کافر سمجھنے والے گمراہ اور خارجی العقیدہ ہیں؟

مذکورہ بالا تمام دلائل کے بعد ذرا انجینئر صاحب کے اس قول پر دوبارہ غور کیا جائے جس میں انہوں نے پاکستان سمیت دیگر بلاد اسلامیہ کے ان حکمرانوں کو، جو ایک طرف کفار کے ساتھ دوستی و وفاداری نبھانے جیسے صریح کفر کے مرتکب ہو چکے ہیں اور دوسری طرف اللہ کی نازل کردہ شریعت کے برخلاف کفریہ فیصلے جاری کرتے ہیں بلکہ اس مقابلے میں اپنا ایک نظام قانون وضع کرتے ہیں، ان کے خلاف کفر و ارتداد کا فتویٰ جاری کرنے والوں کو اور ان کے خلاف قتال فی سبیل اللہ کرنے والوں کو شدت پسند، گمراہ کن خیالات کا حامل قرار دیا ہے بلکہ ان سب باتوں سے بڑھ کر ان کو "خارجی العقیدہ" ثابت کرنے کی مردود و مذموم کوشش کی ہے۔

چونکہ خارجیوں کا یہ گمراہ کن عقیدہ تھا کہ جو مسلمان "گناہِ کبیرہ" کا مرتکب ہو، وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی جان اور مال و املاک دوسروں کے لئے حلال ہو جاتا ہے۔پس انجینئر صاحب موجودہ کلمہ گو حکمرانوں کے جو صرف زبان سے کلمہ پڑھ لیتے ہیں ان کے کفر وارتداد کو فسق و معاصی قرار دے کر ان کے خلاف کھڑے ہونے والوں کو "خارجی العقیدہ" قرار دیتے ہیں۔جیسا کہ وہ کلمہ گو طواغیت کے خلاف کھڑے ہونے والوں کے رد میں کہتے ہیں:

"امت مسلمہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جب تک وہ کسی بات کا زبان سے انکار نہ کر دے تب تک وہ کافر نہیں ہے"۔

بس جو شخص بھی علم شرعی سے ذرا سی بھی وابستگی رکھتا ہے وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ اہلسنت والجماعت کے نزدیک شرعی طور پر کوئی شخص صرف اپنے "قول" کے بناء کافر یا مرتد قرار نہیں پاتا بلکہ بعض "افعال" بھی ایسے ہیں جن کی بنیاد پر کوئی شخص پر کافر و مرتد قرار پاتا ہے، اگر چہ وہ کلمہ گو ہو اور نماز و روزہ اور حج و زکوۃ کا بھی پابند ہو۔

چنانچہ اسی مسئلے کو واضح کرتے ہوئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو شخص بھی کسی (قطعی) حکم شرعی کا انکار کرتا ہے، وہ اپنی زبان سے کہے ہوئے قول "لا الہ الا اللہ" کی تردید کرتا ہے۔"

("سیر کبیر "بحوالہ" اکفار الملحدین"، ص۱۷۵)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"جس نے کوئی عمل یا قول ایسا کیا جو کفر کے زمرے میں آتا ہے تو وہ شخص کافر ہو گیا اگرچہ اس نے کافر ہونے کا قصد نہیں کیا تھا۔حقیقت یہ ہے کہ کافر بننے کا ارادہ کوئی بھی نہیں کرتا۔" (الصارم المسلول:۱۷۷)

امام ابن ہبیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بعض مسلمان دین سے خارج ہونے کا قصد اور اسلام کے بجائے کسی اور دین کے اختیار کرنے کا ارادہ کئے بغیر بھی (محض اپنے کفریہ اعمال کی بناء پر) دین سے خارج اور کافر ہو جاتے ہیں۔" (اکفار الملحدین، ص ۱۳۱)

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری الحنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو شخص "ضروریاتِ دین" (شریعت کے قطعی احکامات) میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرتا ہے وہ "کافر" ہے اور (بقول قرآن، سورۃ البقرۃ: ۸۵) "ان لوگوں میں سے ہے جو کتاب اللہ کے کسی حکم کو مانتے ہیں اور کسی حکم کا انکار کرتے ہیں۔" ظاہر ہے کہ ایسے لوگ باتفاق امت قطعاً کافر ہیں، اگرچہ یہ لوگ اپنے ایمان، دینداری اور خدمت اسلام کا ڈھنڈورا پیٹتے پیٹتے مشرق و مغرب کے قلابیں اور یورپ کو ہلا ڈالیں۔" (اکفار الملحدین، ص ۱۷)

لیکن اس کے باوجود جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ ایک آدمی اگر "کفریہ افعال" کا مرتکب ہو، تب بھی اس وقت تک مسلمان رہے گا اور اس کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا جب تک کہ وہ زبان سے ان افعال کے حلال ہونے کا اعلان نہ کر دے۔ یاد رکھیئے! یہ عقیدہ "مرجئہ" کا تھا جو کہ یہ سمجھتے تھے کہ جس شخص نے ایک دفعہ کلمہ پڑھ لیا اب چاہے وہ کیسے ہی "کفریہ فعل" کا مرتکب ہو جائے، جب تک کہ وہ اس کو دل سے برا مانے اور زبان سے اس کفریہ فعل کے حلال ہونے کا اعلان نہ کرے، وہ مسلمان کہلائے گا۔

انجینئر صاحب سمیت موجودہ دور کے طاغوتی حکمرانوں کے حمایتی "فتنۂ خوارج" کو تو خوب بیان کرتے ہیں اور باطل تاویلات کے ذریعے اس کا اطلاق طاغوتی حکمرانوں سے بغاوت کرنے والوں پر کرتے ہیں، لیکن وہ مسلمانوں کے سیاسی امور سے متعلق "فتنۂ مرجئہ" کو بیان کرتے ہوئے کتراتے ہیں اور اس کا سرسری تذکرہ بھی اپنے بیانات اور تقاریر میں نہیں کرتے۔ کیونکہ اگر وہ "فتنۂ مرجئہ" کو بیان کر دیں تو خود ان کی علمی خیانت کا پول کھل جائے گا اور وہ ان طاغوتی حکمرانوں کے دفاع سے بھی قاصر ہو جائیں گے۔

چناچہ اب ہم "فتنۂ مرجئہ" کو بھی سمجھ لیتے ہیں تاکہ ہمیں اندازہ ہوسکے کہ یہ کس قدر خطرناک اور بھیانک فتنہ ہے جس کو بعض سلف نے خوارج سے بھی بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے استاد امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا :

"خوارج مرجئہ سے زیادہ میرے نزدیک معذور ہیں"۔ (کتاب السنۃ عبد اللہ بن احمد ۱/۳۳۷)

چناچہ امام ذہبی رحمہ اللہ مرجئہ کے ان عقائد کے نتائج سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"انہوں نے ہر فاسق اور ڈاکو کو تباہ کن گناہوں پر جری کر دیا۔ ہم اس خذلان سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔" (سیر ااعلام النبلاء:۹/۴۳۶)

امام سفیان الثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

"مرجئہ نے اسلام کو باریک کپڑے سے بھی زیادہ رکیک بنادیا"۔

قاضی شریک رحمہ اللہ مرجئہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"وہ (مرجئہ) خبیث ترین لوگ ہیں حالانکہ خباثت میں رافضہ کافی ہیں لیکن مرجئہ اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں "۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ:

"ازارقہ کے فتنہ سے زیادہ مرجئہ کا فتنہ اس امت کیلئے خطرناک ہے"۔

(کتاب السنۃ عبد اللہ بن احمد ۱/۳۱۳)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نضر بن شمیل رحمہ اللہ کا کیا ہی خوبصورت قول نقل کیا ہے:

"یہ وہ دین ہے جو بادشاہوں کو پسند ہو۔ وہ (علماء سوء) اس کے ذریعے دنیا کماتے ہیں اور اپنے دین کو ناکارہ کر دیتے ہیں "۔

چناچہ جو انہی مرجئہ عقائد پر یقین رکھے تو وہ جان لے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرجئہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور وہ میری امت کے یہودیوں کی مانند ہیں اور وہ جنت میں داخل نہ ہو سکیں گے:

((وعن سعید قال قال رسول الله ﷺ صنفان من امتی لیس لهما فی الاسلام نصیب المرجئة والقدریة)) (الطبرانی، مجمع الزوائد ج:۷ص:۲۰۶)

"حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے دو گروہ ایسے ہوں گے جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہوگا مرجئہ اور قدریہ"۔

((وعن سهل بن سعد الساعدی قال قال رسول الله لكل أمة مجوس ولكل أمة نصارىٰ ولكل أمة زفر، وان مجوس امتی القدریة ونصاراهم الحشویة ویهودهم المرجئة))(الطبرانی فی الاوسط وفیه یحی بن سابق وهو ضعیف، مجمع الزوائد ج:۷ص:۲۰۷)

"حضرت سھل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر امت میں مجوسی طبقہ ہوتا ہے اور ہر امت میں نصاریٰ کا طبقہ ہوتا ہے اور ہر امت میں زفر کا طبقہ ہوتا ہے اور میری امت کے مجوسی طبقہ قدریہ ہیں اور نصاریٰ کا طبقہ حشویہ ہیں اور یہودیوں کا طبقہ مرجئہ ہیں "۔

((وعن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ القدریة والمرجئة مجوس هذه الامة فان مرضوافلاتعودوهم وان ماتوا فلاتشهدوهم))

(رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله رجال هرون بن موسىٰ الفروی وهو ثقة، مجمع الزوائد ج:۷ص:۲۰۵)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قدریہ اور مرجئہ اس امت کے مجوسی ہیں۔ پس اگر یہ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر مر جائیں تو ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھو"۔

((الا وان اللہ قد لعن القدریۃ والمرجئۃ علی لسان سبعین نبیا))

(رواہ الطبرانی وفیہ بقیۃ بن الولید وھولین ویزید بن حصین لم اعرفہ، مجمع الزوائد ج:۷ص:۲۰۴)

"آگاہ ہو جاؤ! بے شک اللہ نے لعنت فرمائی ستر انبیاء کی زبانی قدریہ پر اور مرجئہ پر"

((وعن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ صنفان من امتی لا یردان علی الحوض ولا یدخلان الجنۃ، القدریۃ والمرجئۃ))

(الطبرانی فی الاوسط رجالہ رجال ھرون بن موسی الفروی وھو ثقۃ، مجمع الزوائد ج:۷ص:۲۰۷)

"حضرت انس بن مال کرضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو گروہ حوضِ کوثر پر نہ آسکیں گے اور نہ جنت میں داخل ہو سکیں گے، قدریہ اور مرجئہ"۔

ذرا اس فتنے کی شر انگیزی پر غور فرمایئے اور فیصلہ کیجئے کہ آج اس کا اطلاق کس پر ہوتا ہے؟ آیا ان لوگوں پر جو کہ ان طاغوتی حکمرانوں کے مد مقابل ہوں یا پھر ان پر جو کہ ان طاغوتی حکمرانوں کے ساتھ صف بہ صف کھڑے ہوئے ہوں!

چناچہ طواغیت کے خلاف قتال کرنے والوں کو خوارج کہنے والوں کے بارے میں شیخ عبد اللطیف بن عبد الرحمن آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"موجودہ دور میں بہت سے مشرکین کو یہ غلط فہمی ہے کہ جس نے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہنے والے کو کافر کہہ دیا وہ خوارج میں شمار ہوگا موجودہ دور میں مرجئہ اس غلط فہمی کا شکار ہیں۔ جب کوئی اہل توحید کفریہ عمل پر کسی کو کافر قرار دیتا ہے۔ تو یہ لوگ فوراً اس موحد کو خارجی کہنے لگتے ہیں۔ حالانکہ شہادتین کو زبان سے ادا کرنا صرف اس شخص کو تکفیر سے بچا سکتا ہے' جو اس کا معنی جانتا ہو، اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرتا ہو، عبادت خالصتًا اللہ اکیلے کے لئے کرتا ہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو تب اس کلمے کا اقرار فائدہ دیتا ہے۔" (الدرر السنیۃ:۲۶۳/۱۲)

بس جو اہل علم بھی ان محکم دلائل کو عامۃ الناس سے چھپائے اور اس کے ذریعے حاکم وقت کے کفر و ارتداد پر پردہ ڈالتے ہوئے اس کا دفاع کرے اور عوان الناس کو بھی حکمرانوں کی اطاعت کا لمبے چوڑے درس دے تو اس کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَمَتٰی تَرَكَ الْعَالِمُ مَا عَلِمَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ ﷺ وَاتَّبَعَ حُكْمَ الْحَاكِمِ الْمُخَالِفِ لِحُكْمِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ كَانَ مُرْتَدًّا كَافِرًا يَسْتَحِقُّ الْعَقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ" (مجموع الفتاوی: ۳۷۳، ۳۷۲/۳۵)

"جب ایک عالم دین کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو جانتے ہوئے بھی برحق موقف ترک کردے اور حاکم وقت کے ایسے (کفریہ) حکم کی پیروی کرنے لگ جائے جو حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے صریحاً خلاف ہو۔ ایسا عالم دین مرتد اور کافر ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت (دونوں) میں سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے"۔

عامۃ المسلمین گمراہ کرنے والے قائدین سے اعلان برأت کرے

فی زمانہ جبکہ اصل علم شرعی کے جاننے والے اس دنیا سے رخصت ہوتے جارہے ہیں اور ایسے علماء سوء کا غلغلہ ہے جو کہ محکم احکام شرعیہ کو کتمان حق سے کام لے کر مبہم اور مختلف فیہ بنارہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

((علیکم بالعلم قبل ان یقبض وقبضه ان یذهب باصحابه، علیکم بالعلم! فان احدکم لا یدری متٰی یفتقر الی ماعنده، انکم ستجدون اقواماً یزعمون انهم یدعونکم الی کتاب الله وقد نبذوه وراء ظهورهم، فعلیکم بالعلم! وایاکم والنبدع! وایاکم والتنطع! وایاکم والتعمق! وعلیکم بالعتیق!"۔

(السنن الدارمی، ج:اص:۵۰)

"علم کے اٹھ جانے سے پہلے علم حاصل کرلو! علم کا اُٹھ جانا یہ ہے کہ اہل علم رخصت ہوجائیں، خوب مضبوطی سے علم حاصل کرلو! تمہیں کیا خبر کہ کب تم کو اس کی ضرورت پیش آجائے یادوسروں کو اس کے علم کی ضرورت پیش آجائے اور علم سے فائدہ اٹھانا پڑے ۔عنقریب تم ایسے لوگوں کو پاؤ گے جن کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ تمہیں "قرآنی دعوت" دیتے ہیں، حالانکہ کتاب اللہ کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا ہوگا۔ اس لئے علم پر مضبوطی سے قائم رہو! نئی تحقیق، بے سود موشگافی اور لایعنی غوروخوض سے بچو! (سلف صالحین کے) پرانے راستے پر قائم رہو"۔

((علماء کم وخیارکم وفقهاء کم یذهبون، ثم لاتجدون منهم خلفائ، ویجیء قوم یقیسون الامر برأیهم)) (السنن الدارمی، ج:اص:۵۸)

"تمہارے علماء، صالحین اور فقیہ ایک ایک کرکے اُٹھتے جائیں گے اور تم ان کا بدل نہیں پاؤ گے اور (قحط الرجال کے اس زمانے میں) بعض ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دینی مسائل کو محض اپنی ذاتی قیاس آرائی سے حل کریں گے"۔

بس !انجینئر صاحب جو کہ اپنے آپ کو بہت بڑا" داعی الی القرآن " سمجھتے ہیں ،ان کے اسلامی نظام سیاست کے بارے میں باطل اور گمراہ کن خیالات واضح ہونے کے بعد عامۃ المسلمین کو چاہیے کہ وہ ان جیسے گمراہ کرنے والے قائدین سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے ان سے برأت کر اعلان کرے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان گمراہ کرنے والے قائدین کی اندھی پیروی کرنے کی پاداش میں انسان اپنے ایمان سے ہی ہاتھ دھو بیٹھے اور اس کے اسلام کی عمارت ہی منہدم ہو جائے اور اس کو شعور بھی نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے امت مسلمہ کو دجال کی آمد سے قبل ایک ایسے زمانے سے آگاہ کیا تھا جس میں ایسے گمراہ کرنے والے قائدین ،دانشور پیدا ہوں گے کہ ان کی فتنہ پردازی اور شر انگیزی دجال کے فتنہ سے بھی زیادہ مہلک ثابت ہو گی۔ جن کو احادیث میں"آئمۃ المضلین "کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّ شَيْءٍ اَخْوَفُ عَلٰى اُمَّتِكَ مِنَ الدَّجَّالِ؟ قَالَ:اَلْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّيْنَ)) (مسند احمد ج:۵ص:۱۴۵)

" (کسی نے پوچھا)دجال سے بھی زیادہ آپ کو اپنی امت پر کس چیز کا ڈر ہے ؟آپ ﷺ نے فرمایا : گمراہ کرنے والے اماموں کا"۔

چناچہ ایسے لوگوں کے ہی بارے میں مزید ارشاد فرمایا:

((ويحدث قوم يقيسون الامور برأيهم فينهدم الاسلام وينثلم))
(المعجم الكبير ج۸ص۳رقم الحديث:۸۴۷۳)

"عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو دینی امور میں اپنے خیال اور رائے سے حل کرنے کی کوشش کریں گے جس کی وجہ سے وہ (لوگوں)کی اسلام کی عمارت منہدم کر دیں گے اور اس میں رخنے ڈالیں گے "۔

مزید فرمایا:

((اِتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوساً جُهَّالًا ،فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا))

(صحیح البخاری ج۱ص۱۷۶رقم الحدیث:۹۸)

"لوگ جہلا کو اپنا بڑا بنالیں گے اور ان جاہلوں سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتوے جاری کریں گے"۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے"۔

((ویقوم الخطباء بالکذب فیجعلون حقی لشرار امتی، فمن صدقهم بذالك ورضی به لم یرح رائحة الجنة))

(ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابونصر السجزی فی الابانة، ابن عساکر، ولابأس سنده، کنز العمال، ج:۱۴ص:۲۴۵رقم:۳۸۵۷۷)

"(مساجد میں)خطیب و مقرر جھوٹ بکیں گے، حتیٰ کہ میرا حق (منصب تشریع)میری امت کے بدترین لوگوں کے لئے تجویز کریں گے، پس جس نے ان (علماءسوء کے فیصلے) کی تصدیق کی اور ان کی تحقیقات پر راضی ہوا، اسے جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی"۔

اسی لئے قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ (الانعام:۵۵)

"اور اسی طرح ہم اپنی نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں تا کہ مجرموں کی راہ بالکل نمایاں ہو جائے"

ضمیمہ

تنظیم اسلامی اور اس کی ہم خیال اور ہم فکر جماعتوں کے منہج و فکر میں پائے جانے والے تضادات اور اس میں پائے جانے والی گمراہیوں کو سمجھنے کے لئے "الموحدین لائبریری" کی شائع کردہ کتاب کا مطالعہ کیجئے :

پاکستان میں اقامت دین کے لئے کھڑے ہونے والی جماعتوں کے منہج و فکر کا شرعی تجزیہ

{مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ}

اندھیروں سے روشنی کی طرف

تالیف: شیخ حمید اللہ برہان

:Download Link

http://www.box.com/s/8kldqqmn0kdgx1okcujz

:Online Reading

http://www.scribd.com/doc/111781342/Minazzulumaat-e-Elannoor